”حقوق مصطفیٰ قرآن وسنت کی روشنی میں“

* ڈاکٹر حافظ افتخار احمد

Abstract

The Allah almighty has Mohammad (PBUH) as a Last Messenger to the all mevleive tell the day of judgment. And it cause the great conferred favour on the believes as he said in the Holy Quran: "Allah has surely conferred favour on the believers when he raised in their midqt a messenger from among themselves who recites to them his verses and make them pure and teaches them the book end the wisdom: which earlier, they were in open error." (Surah Al Imran: 164)

In other verse he said: "So, those who believe in him (Last Prophet PBUH) and sport him and help him and follow the light send down with him. Those are the over who are successful. "(Surah Al-Araf 7:175)

In the light of the above verses, there are several nights of the last Prophet (PBUH) upon his Ummah. In this article I would like to explain the rights in the light of the teachings of Quran & Hadith eg: to believe in him, to follow him. To love him, to pay respect to his, to act upon his teachings and convey his message to the Mankind Moreover being a Muslim, what are our duties we should realize. We have to spread the teaching of our lovely Prophet H.M. (PBUH). He is a true role Model for us. Nothing is concealed after acting upon his teaching because Islam is a complete code of life.

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو کسی خاص قوم یا خطے کے لیے نہیں بھیجا بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا اور آپ کے ذریعے اپنے دین کی تکمیل کردی قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

* چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور۔

''قل یایھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا'' ترجمہ: کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں''۔
اللہ تعالی نے رسول ﷺ کو بھیج کر انسانوں پر جو کرم اور احسان کیا ہے ہم سب مل کر بھی اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔ رسول ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ رسول (۱) سورۃ الاعراف آیت: ۱۵۸ ﷺ کی سیرت پر عمل کریں اور صدق دل سے آپ پر:

۱۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا۔ ۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں۔
۳۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کریں۔ ۴۔ آپ ﷺ کی عزت وتوقیر کریں۔
۵۔ آپ ﷺ پر صلوۃ وسلام بھیجیں۔ ۶۔ آپ ﷺ کے احکام لوگوں تک پہنچائیں۔

اس تحقیقی مقالہ میں رسول ﷺ کے حقوق کو قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرما کر آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

''مسلمانوں پر رسول ﷺ کے حقوق''

رسول ﷺ کے امت پر بیشمار حقوق ہیں۔ امت کا فرض ہے کہ وہ ان حقوق کو پورا کرے۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرے تاکہ دنیا و آخرت دونوں میں فلاح وکامیابی اس کے قدم چومے۔ یوں تو تمام انبیاء علیہ السلام کی عزب وتکریم ضروری ہے مگر رسول ﷺ کا مقام سب سے اعلی وبرتر ہے۔ کیونکہ آپ کی نبوت کسی ایک قوم کے لیے نہیں تھی بلکہ تمام مخلوقات کے لیے عام ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دیگر انبیاء علیہ السلام پر بزرگی دہ گئی ہے چھ چیزوں کے ساتھ۔

۱۔ مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں۔ ۲۔ میں رعب دبدبہ کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں۔
۳۔ اموال غنیمت میری امت کے لیے حلال کئے گئے ہیں۔
۴۔ میرے لیے اللہ تعالی نے زمین کو مسجد بنا دیا اور اس کی مٹی کو پاک کر دیا۔
۵۔ میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ۶۔ میری وجہ سے نبیوں کو ختم کر دیا ہے'' (۱)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ''تحقیق اللہ تعالی نے بزرگی دی حضرت محمد ﷺ کو تمام انبیاء علیہ السلام پر اور آسمانوں کی تمام مخلوقات پر، اس کا مطلب یہ ہے کہ فضلیت وبزرگی، شان وشوکت، عظمت، رفعت، مرتبہ اور اعلی مقام ورتبہ خیر الانام حضرت محمد مصطفی ﷺ کے لیے ہے۔ (۲)

پہلا حق: رسول ﷺ پر ایمان لانا۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول ﷺ پر ایمان لانا فرض ہے اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرنا دُنیا و آخرت کی ہر کامیابی کا ذریعہ ہے۔ رسول کی عظمت ومحبت فرض ہے اس کے بغیر ایمان ہی نہیں ہوتا مگر رسول کو کسی صفت میں اللہ کے برابر کرنا گمراہی اور شرک ہے۔ ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ انسان حضور ﷺ کی نبوت اور رسالت کی تصدیق کرے اور جو احکام الٰہی اللہ تعالی کی

طرف سے حضورﷺ لے کر آئے ہیں اور جو اپنی زبان سے ارشاد فرماتے ہیں ان تمام چیزوں کو صدق دل سے تسلیم کرے اور جس طرح سے اس کا دل ان امور کی تصدیق کر رہا ہے۔ اس کی زبان بھی اس کا اقرار کرے۔ (۳)

۱۔	رسولﷺ پر ایمان لانے کا حکم۔	۲۔	خاتم النبین کا عقیدہ رکھنا۔
i۔	رسولﷺ تمام دنیا کے لیے مبعوث ہوئے۔	ii۔	ختم نبوت از روئے قرآن وحدیث۔
iii۔	دعوی نبوت کرنے والے جھوٹے ہیں۔	iv۔	حضرت عیسیٰؑ السلام کا نزول۔
۳۔	ایمان لانا بڑی نیکی ہے۔	۴۔	ایمان لانے والے ہی مومن ہیں۔
۵۔	ایمان برسل ہدایت کا ذریعہ۔	۶۔	ایمان کا نتیجہ۔

رسولﷺ پر ایمان لانے کا حکم: ''ایمان'' کے مادہ سے یہ لفظ قرآن مجید میں ۷۹۶ مرتبہ آیا ہے جن میں امر کے صیغہ کے ساتھ ۱۶ مرتبہ اور ان میں ۸ مقامات پر اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ رسولﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے: **''فامنوا بالله ورسله وان تومنوا وتتقوا فلكم اجر عظيم''**(۴)

ترجمہ: سوتم ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر، اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لیے بڑا اجر ہے'' اس آیت میں ایمان وتقوی کے تمام تقاضے پورکرتے رہنے کی تاکید ہے اور مومنوں کے لیے اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (۵)

''يايها الذين امنو امنوا بالله ورسوله والكتب الذى نزل على رسوله والكتب الذى انزل من قبل'' (۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی اور ان کتابوں پر جو اس سے قبل نازل کیں۔'' اس آیت میں ایمان والوں کو حکم ہو رہا ہے کہ وہ ایمان میں پورے پورے داخل ہو جائیں اور ایمان لانے کے بعد اس پر قائم رہیں اور انھیں اللہ سے ڈرنے اور اس کے رسول، قرآن مجید اور تمام کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۷)

حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ رسولﷺ نے فرمایا: اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اس سے راضی ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کا پروردگار ہے۔ اسلام اس کا دین ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں''۔ (۸) ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔

''امنو ابالله ورسوله وانفقوا مما جعلكم مستخل فين فيه فالذين امنوا منكم وانفقوا لهم اجر كبير''(۹)

ترجمہ: تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اس میں سے خرچ کرو جس میں اس نے تمہیں جانشین بنایا ہے۔ پس تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا ان کے لیے بڑا اجر ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے رسولﷺ پر ایمان لانے اور اس پر مضبوطی سے جم کر رہنے کی ہدایت فرماتا ہے اور اپنی راہ میں خرچ کرنے کی رغبت دلاتا۔ جو مال اس نے تمھیں پہنچایا ہے تم اس کی اطاعت گزاری میں اسے خرچ کرو۔ اور سمجھ لو کہ جس طرح یہ دوسروں کے ہاتھ سے تمہیں ملا ہے اسی طرح عنقریب تمہارے ہاتھوں سے بھی چلا جائے گا اور تم پر حساب وعتاب رہ جائے گیا۔ (۱۰)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔

’’یایہا الذین امنوا اتقو االله وامنوا برسوله یوتکم کفلین من رحمته ویجعل لکم نورا تمشون به ویغفر لکم والله غفور رحیم‘‘(۱۱) ترجمہ:اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرواور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ وہ تمھیں اپنی رحمت سے (ثواب کے) دوحصے عطا کرے گا۔اور تمہارے لیے ایسا نور کر دے گا کہ تم اس کے ساتھ چلو گے اور وہ تمہیں بخش دے گا۔اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے‘‘۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس مومنوں کا یہاں ذکر ہے اس سے مراد اہل کتاب ہیں اور انہیں دوہرا اجر ملے گا۔حدیث میں ہے کہ’’ تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوہرا اجر دے گا۔

۱۔ وہ اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر مجھ پر بھی ایمان لایا۔

۲۔ وہ غلام جو اپنے آقا کی تابعداری کرے اور خدا کا حق بھی ادا کرے۔

۳۔ وہ شخص جو اپنی لونڈی کو ادب سکھائے اور بہت اچھا ادب سکھائے ،یعنی شرعی ادب پھر اسے آزاد کر دے اور نکاح کر دے وہ بھی دوہرے اجر کا مستحق ہے‘‘۔(۱۲) حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں جب اہل کتاب اس دوہرے اجر پر فخر کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس امت کے حق میں نازل فرمائی اور انہیں دوہرے اجر کا وعدہ کیا اور ساتھ میں نور ہدایت دینے کا بھی وعدہ کیا اور مغفرت کا بھی، پس انہیں نور اور مغفرت زیادہ ملی(۱۳)۔’’ تؤمنون بالله ورسوله وجاهدون فی سبیل الله باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ا ن کنتم تعلمون‘‘(۱۴)

ترجمہ:تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر،اور تم اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔اس آیت میں ایمان اور مجاہدہ بالمال والنفس کو تجارت فرمایا ہے، کیونکہ جس طرح تجارت میں کچھ مال خرچ کرنے سے منافع حاصل ہوتا ہے اس طرح ایمان کے ساتھ اللہ کی راہ مین جان وال خرچ کرنے کے بدلے میں اللہ کی رضا اور آخرت کی دائمی نعمتیں حاصل ہوتیں ہیں۔جس نے یہ تجارت اختیار کی اللہ اس کے گناہ معاف فرمادے گا اور جنت میں اس کو بہترین و پاکیزہ مساکین ومکانات عطا فرمادے گا جن میں ہر طرح کے آرام وعیش کے سامان ہونگے۔(۱۵) ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔

’’فامنوا بالله ورسوله والنور الذی انزلنا والله بما تعلمون خبیر‘‘(۱۶)

ترجمہ: پس تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا اور تم جو کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے‘‘۔

یعنی اللہ اور اسکے رسول کا حکم پورا کرو اور نافرمانی سے اجتناب کرو۔اللہ کی رضا پر راضی ہو جاؤ اور جو فیصلہ حضورﷺ کردیں اسے دل سے تسلیم کرو۔اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارا ایمان کامل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اسے جاننے والا ہے جو تم کرتے ہو۔

نور سے مراد اس جگہ قرآن ہے کیونکہ نور کی حقیقت یہ ہے کہ وہ خود بھی روشن اور ظاہر ہو اور دوسری چیزوں کو بھی ظاہر وروشن کردے۔ قرآن مجید خود روشن ہے اور تمام حقائق جن کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے وہ روشن کرتا ہے۔(۱۷)

خاتم النبین کا عقیدہ رکھنا: صفت خاتم الانبیاء ایک ایسی صفت ہے جو تمام کمالات نبوت ورسالت میں آپ کی اعلیٰ فضیلت اور خصوصیت ہے کیونکہ عموماً ہر چیز میں تدریجی ترقی ہوتی ہے اور انتہا پر پہنچ کر اس کی تکمیل ہوتی ہے اور جو آخری نتیجہ ہوتا ہے وہی اصل مقصود ہوتا ہے

قرآن مجید نے خود اس کو واضح کر دیا ہے۔ "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی "(۱۸)
ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے" انبیائے سابقین کے دین بھی اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے مکمل تھے کوئی ناقص نہ تھا، لیکن کمال مطلق اسی دین مصطفوی کو حاصل ہوا۔ جو اولین اور آخرین کے لیے حجت اور قیامت تک چلنے والا دین ہے۔ (۱۹) آنحضرت ﷺ کے ذکر کو اوروں سے مقدم کیا گیا، اگر چہ آپ کی بعثت سب کے بعد ہے۔ اس کی تصدیق حدیث میں بیان فرمائی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں تخلیق وتکوین میں سارے انسانوں سے پہلا ہوں اور بعثت ونبوت میں سب سے آخری''۔ (۲۰)

i۔ رسول ﷺ تمام دنیا کے لیے مبعوث ہوئے۔ ii۔ ختم نبوت از روئے قرآن وحدیث۔
iii۔ دعوی نبوت کرنے والے جھوٹے ہیں۔ iv۔ حضرت عیسیٰؑ کا نزول۔

رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کے لیے مبعوث ہوئے: رسول ﷺ کی بعثت کا تمام اقوام عالم کے لیے عام ہونا بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔''وماارسلنک الا کافة للناس بشیرا ونذیرا ولکن اکثر الناس لایعلمون''(۲۱)
ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا، اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ لیکن بہت سے لوگ نہیں سمجھتے''۔ رسول اللہ ﷺ کی نبوت تمام دنیا کے لیے عام ہے۔ صرف انسانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ جنات اور قیامت تک آنے والی انسانی نسلوں کے لیے عام ہے۔ آپ کی نبوت ورسالت کا تا قیامت رہنا اس کا مقتضی ہے کہ آپ خاتم النبین ہوں، آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔ کیونکہ دوسرا نبی اسوقت مبعوث ہوتا ہے جب پہلے نبی کی شریعت مسخ ہو جائے تو دوسرا نبی اصلاح کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی شریعت اور اپنی کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے اس لیے وہ قیامت تک اپنی اصلی حالت میں قائم رہے گی اور کسی اور نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ (۲۲)۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ''قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا'' (۲۳) ترجمہ: کہہ دیں اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

ختم نبوت از روئے قرآن وحدیث: ختم نبوت کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث سے ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔'' ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبین وکان الله بکل شیء علیما'' (۲۴) ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں آخری ہیں''۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک رسالت ونبوت میرے بعد منقطع ہوگئی ہے میرے بعد نہ کوئی رسول اور نہ کوئی نبی'' (۲۵)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خوبصورت قصر ہو، اس کی عمارت حسین ہو لیکن ایک اینٹ کی جگہ اس میں چھوڑ دی گئی ہو۔ دیکھنے والے آکر اس کے گرد گھومتے ہوں اور اس کے حسن تعمیر پر تعجب کرتے ہوں اور کہتے ہوں کہ ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے۔ پس اس اینٹ کے مقام کو میں نے درست کیا اور

مجھ پر پیغمبروں کا خاتمہ ہوگیا۔(۲۶)

دعوی نبوت کرنے والے جھوٹے ہیں: رسول ﷺ کا خاتم النبین ہونا اور آپ کا آخری پیغمبر ہونا، آپ کے بعد دینا میں کسی نبی کا معبوث نہ ہونا اور ہر مدعی نبوت کا کاذب وکافر ہونا ایسا مسئلہ ہے جس پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک ہر دور کے مسلمانوں کا اجماع واتفاق رہا ہے(۲۷)۔ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ لوگ سمجھ لیں کہ آپ کے بعد جو شخص اس مقام نبوت کا دعوی کرے گا وہ کذاب، مفتری دجال، گمراہ، گمراہ کرنے والا ہے۔اگر چہ وہ کتنی ہی شعبدہ بازی کرے اور قسم قسم کے جادو اور طلسم دکھائے سب کے سب محال اور گمراہی ہیں عقل والوں کے نزدیک، جیسا کہ اللہ تعالی نے اسود عنسی کے ہاتھ پر یمن میں اور مسلیمہ کذاب کے ہاتھ پر یمامہ میں اس طرح کے حالات فاسدہ اور بے ہودہ اقوال ظاہر کرائے جن کو دیکھ کر، سن کر ہر عقل وفہم والے نے سمجھ لیا کہ یہ کاذب ہیں اللہ ان پر لعنت فرمائے اس طرح جو شخص بھی قیامت تک نبوت کا دعوی کرے وہ کاذب وکافر ہے، یہاں تک کہ مدعیان نبوت کا سلسلہ مسیح دجال پر ختم ہوگا۔(۲۸)

حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول: کیا حضرت عیسی علیہ السلام قریب قیامت نازل نہیں ہونگے؟ ضرور نازل ہونگے لیکن رسول ﷺ کی شریعت پر نازل ہونگے۔اس لیے نزول عیسی سے رسول ﷺ کے خاتم النبین ہونے پر کوئی جرح نہیں کی جاسکتی۔(۲۹)

خاتم النبین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی شخص عہدہ نبوت پر فائز نہ ہوگا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ سے پہلے جس کو نبوت عطا ہو چکی ہے وہ اس عالم میں پھر نہیں آسکتا۔البتہ جو آئے گا وہ امت کی اصلاح رسول کی تعلیمات ہی کے تابع ہی کرے گا۔(۳۰)

ایمان لانا بڑی نیکی ہے: قرآن مجید میں اللہ تعالی، اسکے رسولوں فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لانے کو بہت بڑی نیکی قرار دیا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:"**لیس البران تو لوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن بالله واليوم الاخر والمئكة والكتب والنبين**(۳۱)

ترجمہ: نیکی یہ نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو، لیکن نیکی تو یہ ہے کہ جو ایمان لائے اللہ پر، قیامت کے دن پر، اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر۔" جس نے اس آیت پر عمل کر لیا اس نے کامل اسلام لے لیا اور دل کھول کر بھلائی سمیٹ لی، اس کا ذات باری پر ایمان ہے یہ جانتا ہے کہ معبود برحق وہی ہے۔فرشتوں کے وجود کو مانتا ہے اور یہ کہ وہ خدا کا پیغام خدا کے مخصوص بندوں پر لاتے ہیں۔کل آسمانی کتابوں کو برحق جانتا ہے اسی طرح تمام انبیاء پر بھی اس کا ایمان ہے بالخصوص خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ پر بھی"۔(۳۲)

ایمان لانے والے ہی مومن ہیں: قرآن مجید میں مومن انہی کو کہا گیا ہے جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور کسی قسم کے شکوک وشبہات میں نہیں پڑتے اور اپنے ایمان پر قائم رہتے ہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:۔

"**انماالمؤمنون الذين امنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا وجهدوا باموالهم وانفسهم فى سبيل الله اولئک هم الصدقون**"(۳۳) ترجمہ: بیشک مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے پھر وہ شک میں نہ پڑے اور انہوں نے اپنے

مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اللہ کی راہ میں، یہی لوگ سچے ہیں''۔

ایمان کا اصل مدار تصدیق قلبی پر ہے اسکے بغیر محض زبان اپنے کو مومن کہنا صحیح نہیں، آخرت میں سب اعمال کی مقبولیت کا مدار ایمان، تصدیق قلبی اور اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت پر ہے۔(۳۴) کامل ایمان والے صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر دل سے یقین رکھتے ہیں، پھر نہ وہ شک کرتے ہیں، نہ ان کے دل میں کوئی نکما خیال پیدا ہوتا ہے، بلکہ اس خالص تصدیق اور کامل یقین پر جم جاتے ہیں اور جمے ہی رہتے ہیں۔ یہی سچے لوگ ہیں جو کہہ سکتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں۔ رسول ﷺ فرماتے ہیں دنیا میں مومن کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے، شک وشبہ نہ کیا اور اپنے مال وجان سے راہ خدا میں جہاد کیا۔

۲۔ جن سے لوگوں نے امن پالیا نہ یہ کسی کا مال ماریں نہ یہ کسی کی جان لیں۔

۳۔ جو طمع کی طرف جھانکتے ہیں اللہ عزوجل کی یاد کرتے ہیں''۔(۳۵)

۵۔ ایمان بالرسول ہدایت کا ذریعہ:

قرآن مجید میں رسول پر ایمان لانے اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنے کو ہدایت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

''**فامنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یؤمن بالله وکلمته واتبعو العلکم تهتدون**''(۳۶) ترجمہ:''سوتم ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول نبی امی پر، وہ جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور اسکے سب کلاموں پر، اور اسکی پیروی کرو، تاکہ تم ہدایت پاؤ''۔

آنحضرت ﷺ تمام اقوام عالم کے لیے رسول ونبی ہیں، ان کی اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو ضروری ہے کہ اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ، جو خود بھی اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی اتباع کرو تاکہ تم صحیح راستے پر قائم رہو۔ اللہ کے کلمات سے مراد انجیل، زبور، تورات اور قرآن مجید وغیرہ ہیں۔ حضرت جنید بغداری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:''مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچے کے کل راستے بند ہیں بجز اس راستہ کے جو نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے۔(۳۷) دوسری جگہ ارشاد ہے:۔''**فان امنو بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا وان تولو افانما هم فی شقاق**'' (۳۸)

ترجمہ: سو اگر وہ بھی ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لائے تو انہوں نے بھی ہدایت پائی اور اگر وہ پھر جائیں تو وہی ضد پر ہیں''۔

اس آیت میں رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ایمان کو مثالی نمونہ قرار دے کر حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ایمان ہی مقبول ومعتبر ہے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اختیار کیا۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ جتنی چیزوں پر یہ حضرات ایمان لائے ان میں کوئی کمی یا زیادتی نہ ہو۔ اور جس اخلاص کے ساتھ ایمان لائے اس میں کوئی فرق نہ آئے۔ انبیاء روسل اور فرشتوں کے لیے جو مقام آپ کے قول وفعل سے واضح ہوا اس سے ان کو گھٹانا یا بڑھانا ایمان کے منافی ہے۔(۳۹)

ایمان کا نتیجہ: قرآن مجید میں ہے کہ ایمان لانے والوں کے دوست اللہ، اسکا رسول اور ایمان والے ہیں۔ یہ بہترین دوستی ہے اور دُنیا وآخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔''**انما ولیکم الله ورسوله والذین امنو الذین یقیمون الصلوة ویؤ تون الزکوة وهم رکعون**''(۴۰) ترجمہ: تمہارا رفیق تو صرف اللہ ہے اور اسکا رسول اور ایمان والے اور جو نماز قائم کرتے

ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں۔اور رکوع کرنے والے ہیں۔''

درحقیقت مومن کا ولی اور رفیق ہر وقت اور اس کے تعلق کے سوا ہر تعلق ہر دوستی فانی ہے اور رسول ﷺ کا تعلق بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے اس سے الگ نہیں، پھر مسلمانوں کے رفیق اور مخلص دوست وہ مسلمان ہیں جو صرف نام کے مسلمان نہیں بلکہ سچے مسلمان ہیں جن کی تین صفات یہ ہیں؛

ا۔ وہ نماز کو اس کے پورے آداب وشرائط کے ساتھ پابندی سے ادا کرتے ہیں۔

۲۔ اپنے مال میں سے زکوۃ دیتے ہیں۔

۳۔ وہ لوگ متواضع اور فروتنی کرنے والے ہیں اپنے اعمال پر تکبیر نہیں کرتے۔(۴۱)

دوسرا حق: رسول ﷺ کی اطاعت کرنا: ہر پیغمبر اس لیے مبعوث کیا جاتا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔قرآن مجید میں اکثر اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول ﷺ کی اطاعت کو ضروری ٹھہرایا ہے اور کہیں صرف رسول کی اطاعت وپیروی کا حکم ہے کیونکہ رسول کی اطاعت میں اللہ کی اطاعت ہے۔

ا۔ اطاعت رسول ﷺ کا حکم۔	۲۔ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔
۳۔ اطاعت رسول حب الٰہی کا ذریعہ۔	۴۔ اطاعت رسول رحمت کا ذریعہ۔
۵۔ اطاعت رسول ہدایت کا ذریعہ۔	۶۔ اطاعت رسول کامیابی کا ذریعہ۔
۷۔ اطاعت رسول کا اجر۔	۸۔ عدم اطاعت پر وعید۔

ا۔ اطاعت رسول ﷺ کا حکم

قرآن مجید میں ۱۶ مقامات پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت ساتھ اطاعت رسول کا حکم دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

''واطیعو االله ورسوله ان کنتم مؤمنین ''(۴۲) ترجمہ''اور اطاعت کرو وہ اللہ کی اور اسکے رسول کی اگر تم مومن ہو''۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:''قل اطیعو الله والرسول فان تولو افان الله لا یحب الکافرین''(۴۳) ترجمہ: کہہ دیں اطاعت کرو وہ اللہ کی اور اسکے رسول کی پھر اگر وہ پھر جائیں تو اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔''

اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت ایک ہی ہے۔اس لیے رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا:''میری تمام امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا''۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا:''یا رسول اللہ ﷺ انکار کون کرسکتا ہے۔''فرمایا:''جس نے میرا کہا مانا وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میرا کہا نہ مانا وہ انکار کرنے والا ہے۔'' دوسری حدیث میں فرمایا:''جس نے محمد کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''اگر تم نے روگردانی کی تو اللہ تم سے محبت نہیں کرے گا کیونکہ اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا،اس کی محبت مومنوں کے لیے مخصوص ہے۔(۴۴) ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔''واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون''(۴۵) ترجمہ: اور اطاعت کرو وہ اللہ کی اور رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''جسطرح رحمت

خداوندی کے لیے اللہ کی اطاعت ضروری ہے اسی طرح رسول ﷺ کی اطاعت بھی ضروری اور لازم ہے۔قرآن مجید میں بار بار اس کا تکرار ہے۔یہ تمام متواتر اور مسلسل ارشادات ایک انسان کو اسلام اور ایمان کے بنیادی اُصول کی طرف متوجہ کر رہے ہیں کہ ایمان کا پہلا جز خدائے تعالیٰ کا وجود،اس کی وحدانیت اور اُسکی بندگی اور اطاعت کا اقرار کرنا ہے۔اور دوسرا جز رسول ﷺ کی تصدیق اور اسکی اطاعت ہے(۴۶)۔جنت میں لے جانے والی ایک چیز رحمت خداوندی اور اسکا فضل ہے۔رسول ﷺ نے فرمایا:''راستی اور حق کو اختیار کرو اور (اللہ کے فضل) کی بشارت حاصل کرو۔کسی شخص کا عمل اس کو جنت میں نہیں پہنچائے گا۔لوگوں نے کہا نہ آپ کا یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے فرمایا:''نہ میرا عمل جنت میں پہنچائے گا مگر یہ کہ اللہ مجھ کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے''(۴۷) دوسری جگہ فرمایا:۔''**یایھا الذین امنو ااطیعوا االله واطیعو الرسول واولی الامر منکم**''(۴۸) ترجمہ:اے ایمان والو!اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں صاحب حکومت ہوں''۔اس آیت میں ظاہراً تین اطاعتوں کا حکم ہے۔اللہ تعالیٰ، رسول اللہ اور اولی الامر۔لیکن قرآن مجید کی دوسری آیات نے واضح فرما دیا کہ حکم و اطاعت تو دراصل صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ہے۔ان الحکم الا للہ۔رسول اور اولی الامر کی اطاعت اس وقت تک ہے جب تک وہ رب کی فرمانبرداری کریں کیونکہ خدا کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، بلکہ ناجائز ہے۔(۴۹)''لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق''ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔

''**واطیعو االله واطیعو االرسول واحذ روافان تولیتم فاعلموا انما علی رسو لنا البلغ المبین**''(۵۰)

ترجمہ''اور تم اطاعت کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی اور بچتے رہو، پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمے تو صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔''سورۃ التغابن میں ہے کہ:۔''**واطیعو االله واطیعو الرسول فان تولیتم فانما علی رسو لنا البلغ المبین**''(۵۱)

ترجمہ:اور تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی، پھر اگر تم پھر گئے تو اس کے سوا نہیں کہ ہمارے رسول کے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔''ان آیتوں کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا حکم ماننا تمہارے فائدے کے لیے ہے، اگر تم نہ مانو تو نہ اللہ کا کوئی نقصان ہے، نہ اس کے رسول ﷺ کا کوئی نقصان ہوگا، نہ ہی رسول کی قدر و منزلت میں کوئی فرق آئے گا۔کیونکہ جتنا کام رسول کے سپرد تھا وہ کر چکے۔یعنی اللہ کے احکام واضح طور پر پہنچا دیے اس کے بعد جو شخص نہیں مانتا اس کا اپنا ہی نقصان ہے۔اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو تمہارے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔(۵۲)

۲۔رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے:

قرآن مجید میں رسول ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:''من یطع الرسول فقد اطاع اللہ'' (۵۳) ترجمہ:جس نے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

۳۔اطاعت رسول حب الٰہی کا ذریعہ:

قرآن مجید میں اطاعت رسول ﷺ کو اللہ کی محبت کا ذریعہ کہا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔''**قل ان کنتم تحبون الله**

فاتبعونی یحبکم الله ویغفر لکم ذنوبکم والله غفور رحیم"(۵۴) ترجمہ: کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تا کہ اللہ تم سے محبت کرے اور مہارے نگاہوں کو بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اطاعت رسول رحمت کا ذریعہ: اطاعت رسول ﷺ رحمت کا ذریعہ ہے۔ رحمت خداوندی اطاعت رسول کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔"ویطیعون الله ورسوله اولئک سیر حمهم الله ان الله عزیز حکیم"(۵۵)

ترجمہ: اور الہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ وہی لوگو ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔"

اطاعت رسول ہدایت کا ذریعہ: قرآن مجید میں اطاعت نہ کرنے والوں کو گمراہ کہا گیا ہے اور اطاعت رسول ﷺ کو ہدایت کا ذریعہ کہا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔"قل اطیعوا الله واطیعواالرسول فان تولوا فانماعلیه ماحمل وعلیکم ماحملتم و ان تطیعوه تهتدوا وما علی الرسول الاالبلغ المبین"(۵۶)

ترجمہ: کہہ دیں تم اطاعت کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی، پھر اگر تم پھر گئے تو اس کے سوا نہیں کہ رسول پر اس قدر ہے جو اس کے ذمہ کیا گیا اور تم پر (لازم ہے) جو تمہارے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پالو گے، رسول پر تو صرف صاف صاف پہنچادینا ہے"۔

اطاعت رسول کامیابی کا ذریعہ: اطاعت رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید میں کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"ومن یطع الله ورسوله ویخش الله ویتقه فاولئک هم الفائزون"(۵۷) ترجمہ: اور جو اطاعت کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی، اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے، پس وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔"

اطاعت رسول کا اجر: جو لوگ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں ان کے لیے اجر عظیم کا وعدہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔"ومن یطع الله ورسوله ید خله جنت تجری من تحتها خلدین فیها وذلک الفوز العظیم" (۵۸)۔

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ اسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

عدم اطاعت پر وعید: جو لوگ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت نہیں کرتے ان کے لیے قرآن مجید میں وعید آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔"ان الذین یکفرون بایت الله ویقتلون النبین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشر هم بعذاب الیم"(۵۹)

ترجمہ"جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور قتل کرتے ہیں ان کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کرنے کا لوگوں میں سے، اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں، سو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیں۔"

تیسرا حق: رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا: محبت رسول اللہ ﷺ کامل ایمان کے لیے درکار ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا فرض ہے اور آپ سے محبت دنیا کے تمام بنی نوع انسانوں سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔ اگر رسول اللہ ﷺ سے محبت نہ کی جائے تو ایمان کا دعویٰ

قابل اعتبار نہ ہوگا۔

ا۔ رسول اللہ ﷺ مومنوں کے لیے نعمت ہیں۔ ۲۔ حب رسول اللہ ﷺ کا تقاضا۔۳۔ حب رسول اللہ ﷺ کا اجر۔

ا۔ رسول اللہ ﷺ مومنوں کے لیے نعمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تمام مومنوں کے لیے نعمت بنا کر بھیجا ہے۔مومنوں کی تکلیف کو رسول اللہ ﷺ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔اپنی امت کے لیے رات بھر بخشش کی دُعائیں مانگتے تھے۔ان کے غم اپنا غم سمجھتے تھے۔مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت کریں اور انھیں دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ عزت دیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

''لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رء وف رحیم ''(٦٠)

ترجمہ: البتہ تمہارے پاس تم مین سے ایک رسول آیا جو تمھیں تکلیت پہنچتے وہ اس پر گراں ہے، وہ اس پر گراں ہے، وہ تمہاری (بھلائی کا) خواہشمند ہے، مومنوں پر شفیق اور نہایت مہربان ہے۔''اس آیت مین رسول اللہ ﷺ کا پوری خلق خدا پر خصوصاً مسلمانوں پر سجد مہربان ار شفیق و ہمدرد ہونا بیان فرمایا ہے انبیاء علیھم السلام کا اصل کام یہی ہے کہ شفقت و ہمدردی اور خیر خواہی کے جزبے سے خلق خدا کو خا کی طرف آنے کی دعوت دیں اور ان کی طرف سے کوئی اعتراض یا تکلیف پیش آئے تو اس کو اللہ کے سپر کر دین اور اللہ پر توکل کریں۔(٦١)۔

حب رسول اللہ ﷺ کا تقاضا: رسول اللہ ﷺ سے محبت ایمان کا حصہ ہے بلکہ جب تک رسول اللہ ﷺ سے محبت دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر نہ ہوا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔حب رسول اللہ ﷺ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ماں، باپ، اولاد اور خاندان سب سے بڑھ کر آپ سے محبت کی جائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ **''قل ان کا اباء کم وابناء کم واخوانکم وازواجکم وعشیر تکم واموال اقتر فتموها وتجارة تخشون کسا دها ومسکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتر بصوا حتی یاتی الله بامره''(٦٢)**

ترجمہ: آپ فرما دیں اگر تمہیں اپنے باب، دادا، بیٹے، بھائی، بیویاں، خاندان، کمایا ہوا مال اور تجارت جس کے خراب ہونے کا تمہیں خدشہ ہے اپنے پسندیدہ مکان اللہ اور اسکے رسول کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو اللہ کے حکم سے عذاب آنے کا انتظار کرو۔''

آیت مذکورہ میں براہ راست تو خطاب ان لوگوں سے ہے جنھوں نے ہجرت فرض ہونے کے وقت دینوی تعلقات کی محبت سے مغلوب ہو کر ہجرت نہیں کی، لیکن آیت کا عموم تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس درجہ ہونا لازم واس پر غاہب نہ آئے۔اور جس نے اس درجے کی محبت پیدا نہ آئے۔اور جس نے اس درجے کی محبت پیدا نہ کی وہ مستحق عذاب ہو گیا۔اس کو عذاب الٰہی کا منتظر رہنا چاہیے۔(٦٣) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی نے دوستی کی تو اللہ کے لیے اور دشمنی کی تو

وہ بھی اللہ کے لیے اور مال خرچ کیا تو وہ بھی اللہ کے لیے، اور کسی جگہ خرچ کرنے سے رکا تو ہو بھی اللہ کے لیے، تو اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔(۶۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اپنی اولاد، اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں''،(۶۵) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص مین یہ تین چیزیں ہوں وہ ایمان کی حلاوت پالے گا۔۔

۱۔ اللہ اور اسکے رسول کی محبت اسے تمام لوگوں سے زیادہ ہو۔

۲۔ وہ جس شخص سے محبت کرتا ہے۔صرف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کرتا ہے۔

۳۔ وہ کفر کی طرف لوٹنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہو جس طرح دوزخ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے''۔(۶۶)

''**فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لایجد وافی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما**''(۶۷) ترجمہ: پس قسم ہے آپ کے رب کی وہ مومن نہ ہونگے جب تک آپ کو مصنف نہ بنائیں اس جھگڑے میں جوان کے درمیان اٹھے۔ پھر وہ اپنے دلوں میں آپ کے فیصلے سے کوئی تنگی نہ پائیں اور اس کو خوشی سے تسلیم کریں۔'' حق تعالیٰ نے اس آیت مین قسم کھا کر کہا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ رسول ﷺ کے فیصلے کو ٹھنڈے دل سے پوری طرح تسلیم نہ کرے کہ اس کے دل میں بھی اس فیصلہ سے کوئی تنگی نہ پائی جائے۔(۶۸)۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی سے ایک منافق کا کچھ جھگڑا تھا۔ یہودی نے فیصلہ کرانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی منافق کو دعوت دی اور منافق نے کعب بن اشرف سے فیصلہ کرانے کے لیے کہا۔ یہودی نے کعب بن اشرف کے پاس جانے سے انکار کردیا۔ مجبورا منافق کو بھی رسول ﷺ کے پاس جانا پڑا۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کردیا۔ منافق یہودی سے چمٹ گیا اور بولا کہ (فیصلہ کے لیے) عمرؓ کے پاس چل۔ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے۔ یہودی نے عرض کیا میں اور یہ شخص اپنا باہمی مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے۔ انہوں نے اس کے خلاف مجھے ڈگری دی۔ لیکن یہ ان کے فیصلے پر راضی نہ ہوا اور یہ مجھے آپ کے پاس لے آیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے منافق سے فرمایا: ''کیا ایسا ہی ہے؟ منافق نے کہا جی ہاں! حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ چنانچہ آپ گھر گئے، وہاں سے تلوار لی اور منافق کو قتل کردیا اور فرمایا'' جو شخص اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہوں۔(۶۹)

وہ شخص مسلمان نہیں ہے جو اپنے ہر جھگڑے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر مطمئن نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو قتل کر ڈالا جو آپ کے فیصلہ پر مطمئن نہ ہوا۔(۷۰)۔

حب رسول اللہ ﷺ کا اجر: جو لوگ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے لیے ہجرت کرتے ہیں اور اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتے ہیں تو ان کے لیے اجر عظیم کا وعدہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔''**ومن یخرج من بیته مها جرا الی الله ورسوله ثم ید رکه الموت فقد وقع اجره علی الله وکان الله غفورا رحیما**''(۷۱) ترجمہ: جو اپنے گھر سے ہجرت کر کے نکلے اللہ اور اسکے رسول کی

طرف پھر اسے موت آ پکڑے تو اس کا اجر اللہ پر ثابت ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے یہ وعدہ کیا ہے جو محبت رسول ﷺ اور اللہ کی محبت میں ہجرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے دنیا میں راہیں کھول دیتے ہیں اور آخرت کے ثواب ودرجات تو وہم وگمان سے بالاتر ہیں (۷۲)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کی نیت سے ہجرت کرتا ہے تو ان کی ہجرت اللہ اور اسکے رسول ہی کے لیے ہے۔ یعنی یہ صحیح ہجرت ہے جس کے فضائل وبرکات قرآن میں مذکور ہیں اور جس شخص نے کسی مال کی طلب یا کسی عورت کے نکاح کے خیال سے ہجرت کی ہو تو اس کی ہجرت کا معاوضہ وہی چیز ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔ (۷۳) سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک روز رسول اللہ ﷺ نے امام حسنؓ اور حسینؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جو میرے ساتھ محبت کرتا ہے اور ان دو بچوں کے ساتھ محبت کرتا ہے اور ان کے والد اور والدہ سے محبت کرت ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا اور میرے درجہ میں ہوگا۔ (۷۴) دوسری حدیث میں ہے ایک صحابی جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے تھے تو ٹکٹکی باندھ کر حضور ﷺ کا رخ انور دیکھتے رہتے اور آنکھیں تک نہ جھپکتے۔ حضورؐ نے اس سے دریافت کیا ''مالک'' تو نے یہ کیا حال بنایا ہوا ہے؟ عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان، جب دل اداس ہوتا ہے تو آپ کا رخ انور دیکھ دیکھ کر اس کو تسلی دلاتا ہوں، لیکن جب قیامت کا دن ہوتا تو آپ کا مقام بڑا اعلیٰ وارفع ہوگا، میں کیونکر حضور ﷺ کا دیدار کرسکوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''من احبنی کان معی فی الجنۃ'' جو میرے ساتھ محبت کرتا ہوگا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (۷۵) ایک اور جگہ ارشاد ہے: ''ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون'' (۷۶) ترجمہ: اور جو دوست رکھتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو اور جو ایمان لائے، تو بے شک اللہ کی جماعت ہی غالب ہوگی۔'' اس آیت میں ان لوگوں کو اللہ کی طرف سے فتح ونصرت اور دنیا پر غالب آنے کی بشارت دی گئی ہے۔ جو قرآنی احکام کی تعمیل کر کے غیروں کی دوستی سے باز آجائیں اور صرف اللہ تعالیٰ، اسکے رسول اور ایمان والوں کو اپنا دوست بنائیں۔ (۷۷)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا فرض ہے اور جب رسول کا تقاضا یہ ہے کہ دُنیا کے تمام لوگوں سے بڑھ کر آپ سے محبت کی جائے۔ تا کہ ہمیشہ اللہ کی رحمت اور فضل کا مستحق ہو۔

چوتھا حق: رسول اللہ ﷺ کی عزت وتوقیر کرنا: رسول اللہ ﷺ کی عزت توقیر کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں اور احادیث مبارکہ میں عزت رسول اللہ ﷺ کی تاکید کی گئی ہے اور بے ادبی کرنے والوں کے لیے سزا بھی مقرر ہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی عزت کر کے اجر کا مستحق بننا چاہیے۔

۱۔ عزت کے حقدار کون ہیں؟ ۲۔ عزت رسول ﷺ کا حکم۔
۳۔ رسول ﷺ کو بلانے کے آداب۔ ۴۔ آداب بیوت النبی ﷺ۔
۵۔ رسول اللہ ﷺ کے ادب کو ملحوظ نہ رکھنا بے عقلی ہے۔ ۶۔ صحابہ کرام کی تکریم بھی تکریم رسول میں شامل ہے۔

i۔ صحابی کی تعریف۔ ii۔ فضائل صحابہ رضوان اللہ علیھم۔ iii۔ صحابہ کوبغض وتکلیف پہنچانے کی ممانعت۔

۷۔ عزت رسول ﷺ کا اجر۔ ۸۔ ایذاء رسول ﷺ کی ممانعت۔

۹۔ بے ادبی کی سزا۔

۱۔ عزت کے حقدار کون ہیں:

عزت وتوقیر کا اصل حق تو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''**النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجه امھتھم**'' (۷۸) ترجمہ: نبی مومنوں کے ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں اور آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہر مسلمان کے لیے اپنے ماں باپ سے زیادہ واجب التعمیل ہے۔ اگر ماں باپ آپ کے کسی حکم کے خلاف کہیں تو ان کا کہا ماننا جائز نہیں، اسی طرح خود اپنے نفس کی تمام خواہشات پر بھی آپ کے حکم کی تعمیل ہی مقدم ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا: یعنی کوئی مومن ایسا نہیں ہے جس کے لئے میں دنیا وآخرت میں سارے انسانوں سے زیادہ اُولی اور اقرب نہ ہوں، اگر تمہارا دل چاہیے تو اس کی تصدیق کے لیے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ لو، ''النبی اولی بالمؤمنین'' (۷۹) آیت سے ثابت ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کی شان میں کوئی ادنی بے ادبی اس لیے بھی حرام ہے کہ وہ امت کی مائیں ہیں اور اس لیے بھی کہ ان کی ایذاء سے رسول ﷺ کو ایذاء پہنچے گی جو اشد درجہ حرام ہے۔ (۸۰)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''**ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین ولکن المنفقین الا یعلمون**'' (۸۱) ترجمہ: اور عزت اللہ اور اسکے رسول اور مومنوں کے لیے ہے۔ لیکن منافق نہیں جانتے۔''

عبداللہ ابن اُبی نے اپنے آپ کو اور انصار کو عزت والا اور ان کے مقابل رسول ﷺ اور مہاجرین صحابہ کو معاذ اللہ ذلیل قرار دیا، اور انصار مدینہ کو اس بات پر بھڑکانا چاہا کہ ان کمزور اور ذلیل لوگوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں۔ حق تعالیٰ نے اس کے جواب میں اس کی بات کو اسی پر الٹ دیا کہ اگر عزت والوں نے ذلت والوں کو نکالا تو اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑے گا، کیونکہ عزت تو اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور مومنین کا حق ہے مگر تم اپنی جہالت کی بناء پر اس سے بے خبر ہو۔ (۸۲)۔

عزت رسول ﷺ کا حکم: قرآن مجید میں مختلف مقامات پر عزت رسول ﷺ کا حکم دیا گیا ہے اور جو لوگ رسول ﷺ کو بلند آواز سے پکارتے ہیں ان کے اعمال اکارت ہونے کا بھی ذکر موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ۔''**یایھا الذین امنوا لاتقدموا بین یدی الله ورسوله واتقوا الله ان الله سمیع علیم**'' (۸۳) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالی امتیوں کو اپنے نبی ﷺ کی عزت کرنے کے آداب سکھاتا ہے کہ تمہیں تمام کاموں میں خدا اور اسکے رسول کے پیچھے رہنا چاہیے۔ اتباع اور تابعداری کی عادت خود ڈالنی چاہیے۔ (۸۴) رسول ﷺ سے کسی معاملے میں آگے نہ بڑھو۔ بلکہ انتظار کرو کہ رسول اللہ ﷺ کیا جواب دیتے ہیں۔ ہاں اگر آپ کسی کو جواب کے لیے مامور کردیں تو وہ

جواب دے سکتا ہے۔اسی طرح اگر آپ چل رہے ہیں تو کوئی آپ سے آگے نہ بڑھے۔کھانے کی مجلس ہے تو آپ سے پہلے کھانا شروع نہ کرے۔(۸۵) اللہ کے رسول پر تقدم گویا اللہ پر تقدم ہے کیونکہ اللہ کے نزدیک آپ کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ آپ کی تعظیم اللہ کی تعظیم اور آپ سے بے ادبی کرنا اللہ سے بے ادبی کرنا ہے۔(۸٦) ابن المنذر نے حسن کا بیان نقل کیا ہے کہ قربانی کے دن کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پہلے قربانی کر دی، رسول ﷺ نے حکم دیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔(۸۷)"یایھا الذین امنوا لاترفعوا صوا اتکم فوق صوت النبی ولا تجھروالہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون"(۸۸) ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور ان کے سامنے زور سے نہ بولو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز میں گفتگو کرتے ہو، کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔رسول ﷺ کے سامنے آپ کی آواز سے بلند آواز میں گفتگو کرنا ایک قسم کی بے ادبی ہے۔چنانچہ اس آیت کے نزول سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کا یہ حال ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ "قسم ہے اب مرتے دم تک آپ سے اس طرح بولوں گا جیسے کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہو" اور حضرت عمرؓ اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا اور حضرت ثابت بن قیس طبعی طور پر بہت بلند آواز تھے۔یہ آیت سن کر بہت ڈرے روئے، اور اپنی آواز کو گھٹایا۔(۸۹)

قاضی ابوبکر ابن عربی نے فرمایا: "رسول ﷺ کی تعظیم وادب آپ کی وفات کے بعد بھی ایسا ہی واجب ہے، جیسا حیات میں تھا۔" اس لیے بعض علماء نے فرمایا کہ آپ کی قبر شریف کے سامنے بھی زیادہ بلند آواز سے سلام وکلام کرنا ادب کے خلاف ہے۔اسی طرح جس مجلس میں رسول ﷺ کی احادیث پڑھی جا رہی ہوں اس میں بھی شور وشغب کرنا بے ادبی ہے کیونکہ آپ کا کلام خاموش ہو کر سننا واجب ہے۔(۹۰) تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ہم نے تمہیں اس لیے بلند آواز سے رکا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت حضور ﷺ ناراض ہو جائیں اور آپ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ ناراض ہو جائے اور تمہارے کل اعمال بیکار کر دے اور تمہیں اس کا پتہ بھی نہ چلے۔(۹۱)

۳۔ رسول ﷺ کا درجہ اللہ کے بعد سب سے زیادہ ہے اس لیے آپ کو بلانے کے لیے آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے۔عام لوگوں کی طرح نہیں بلانا چاہیے۔ارشاد ربانی ہے "**لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا**"(۹۲) ترجمہ "تم نہ بنالو اپنے درمیان رسول کو بلانا جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔" ابوبکر جصاص کہتے ہیں کہ اپنے درمیان تم رسول ﷺ کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا سا بلانا نہ سمجھ بیٹھو۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: "تم رسول ﷺ کو ناراض نہ کر کے ان کی بددعا سے بچتے رہو، کیونکہ ان کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ان کی مانگی ہوئی دعا دوسروں کی دعاؤں کی طرح نہیں ہوتی"۔(۹۳) مجاہد اور قتادہ کا قول ہے کہ: رسول ﷺ کو بڑی تعظیم سے بلایا کرو مثلاً "اے اللہ کے رسول" "اے اللہ کے نبی" کہہ کر پکارا کرو۔نام لے کر نہ پکارا کرو، جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو اس کا نام لے کر پکارتے ہو۔(۹۴) "دعاء الرسول" سے مراد رسول ﷺ کو بلانا ہے۔آیت کے معنی یہ ہیں کہ آپ جب لوگوں کو بلائیں تو اس کو عام لوگوں کا بلانا نہ سمجھیں کہ اس میں تمہیں آنے یا نہ آنے کا اختیار ہو بلکہ اس وقت آنا فرض ہو جاتا ہے اور بغیر اجازت واپس آنا حرام ہوتا ہے۔(۹۵)

۴۔ **آداب بیوت النبی ﷺ:** رسول ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کے آداب قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔"**یایھا الذین امنو الا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر نظرین انه ولکن اذا دعیتم فادخلو فاذا طعمتم فانتشر وا ولا مستأنسین لحدیث ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحی منکم والله لا یستحی من الحق**" (۹۲) ترجمہ: اے ایمان والو! تم نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ سوائے اسکے کہ تمہیں اجازت دی جائے۔ کھانے کے لیے، اس کے پکنے کی راہ نہ تکو، لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو، پھر جب کھانا کھالو، تو منتشر ہوجایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھا کرو۔ بیشک تمہاری یہ بات نبی کو ایذاء دیتی ہے پس وہ تم سے شرماتے ہیں لیکن اللہ حق بات سے نہیں شرماتا"۔

ابوبکر جصاص کہتے ہیں کہ اس آیت میں کئی احکام موجود ہیں۔ ایک تو یہ کہ اجازت کے بغیر حضور ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کی ممانعت، نیز یہ کہ جب انھیں کھانے کے لیے بلایا جائے تو وہاں پہلے سے پہنچ کر کھانا تیار ہونے کے انتظار میں بیٹھے نہ رہیں۔ پھر کھانا سے فارغ ہونے کے بعد وہاں بیٹھ کر باتوں کا سلسلہ نہ شروع کردیں۔ (۹۳) نبی کریم ﷺ کو اگرچہ مسلمانوں کے اس طرز عمل سے تکلیف پہنچتی تھی لیکن چونکہ خود آپ کے گھر کے مہمان تھے اس حالت میں ان کو ادب سکھانے میں حیامانع ہوتی تھی مگر حق بات کے اظہار میں اللہ تعالیٰ حیا نہیں کرتا۔ (۹۴)

۵۔ **رسول ﷺ کے ادب کو ملحوظ نہ رکھنا بے عقلی ہے:** جولوگ رسول ﷺ کے ادب کو ملحوظ نہیں رکھتے انھیں بے عقل کہا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔"**ان الذین ینا دونک میں وراء الحجرات اکثر هم لایعقلون . ولو انهم صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیرا لهم والله غفور رحیم**"(۹۵) ترجمہ: بے شک جولوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر عقل نہیں رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس نکل آتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" اللہ تعالی ان لوگوں کی مذمت بیان کرتے ہیں جو آپ کے مکانوں کے پیچھے سے آپ کو آوازیں دیتے ہین ان کے بارے میں فرمایا ان میں اکثر بے عقل ہیں، پھر انھیں ادب سکھاتے ہوئے فرمایا کہ انھیں چاہیے تھا کہا آپ کے انتظار میں ٹھہر جاتے اور جب آپ مکان سے باہر نکلتے تو آپ کو جو کہنا ہوتا کہتے۔ نہ کہ آوازیں دے کر باہر سے پکارتے۔ دنیا اور دین کی مصلحت اور بہتری اسی میں تھی۔ پھر حکم دیا ایسے لوگوں کو توبہ استغفار کرنا چاہیے کیونکہ خدا بخشنے والا مہربان ہے(۹۶)

اس لیے اس نے تمہیں سزا نہیں دی بلکہ صرف نصیحت کردی اور تعظیم نہ کرے والوں کو اور بے ادبی کرنے والوں کو تنبیہ کردی۔ کیونکہ یہ بے ادب لوگ جاہل اور بے عقل ہیں۔ شعور نہیں رکھتے۔ (۹۷)

۶۔ **صحابہ کرام کی تکریم بھی تکریم رسول میں شامل ہے:** سرکار دوعالم ﷺ کی تعظیم وتکریم کا حق ادا کرنے کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی تعظیم وتکریم بھی انتہائی ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: جس شخص مین دو خصلتیں پائی جائیں وہ نجات پا جاتا ہے۔ سچائی اور رسول ﷺ کے صحابہ سے محبت"(۹۸) سہل بن عبداللہ التستر ی نے کہا، وہ شخص جو صحابہ کرام کی تعظیم نہیں کرتا، وہ گویا رسول ﷺ پر ایمان نہیں لایا۔"(۹۹)۔

۸۔ **ایذا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت:** قرآن مجید میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے کی ممانعت ہے اور عزت کا حکم ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''وما کان لکم ان توذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم عند اللہ عظیما'' (۱۰۰) ترجمہ ''اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذاء دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویں سے نکاح کرو۔ بے شک تمہاری یہ بات اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔'' اس آیت میں عام الفاظ میں ہر اس قول وفعل کو حرام قرار دیا ہے جس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء وتکلیف پہنچے۔ اور حکم دیا ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات میں سے آپ کی وفات کے بعد کسی کا نکاح حلال نہیں۔ (۱۰۱) تاکہ ازواج مطہرات کا حق زوجیت آخرت میں بھی قائم وبرقرار رہے۔ (۱۰۲)

۹۔ بے ادبی کی سزا: جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت نہیں کرتے اور بے ادبی کرتے ہیں ان کے لیے قرآن مجید میں سزا مقرر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم'' (۱۰۳) ترجمہ ''جو لوگ اللہ کے رسول کو ستاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' **حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:** ''کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں (نعوذ باللہ) گستاخی کرنے والا قتل کیا جائے گا۔'' (۱۰۴)

> حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روات ہے: ''کہ ایک یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا کرتی تھی ایک شخص نے اس کو مار ڈالا تو آپ نے اس کا خون باطل قرار دے دیا۔
> (۱۰۵) ایک اور جگہ ارشاد ہے: ''ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا'' (۱۰۶) ترجمہ ''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں۔ اللہ نے ان پر دنیا وآخرت میں لعنت کی اور ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء اللہ تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا درحقیقت اللہ کو ایذاء پہنچانا ہے۔ (۱۰۷) جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح سے ایذاء پہنچائے یا آپ کی ذات وصفات میں کوئی عیب نکالے جو صراحتاً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی ذلت کا مستحق ہوگا۔ (۱۰۸)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس طرح اللہ کی تعظیم وتکریم کرنا فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنا یا ایذاء پہنچانا درحقیقت اللہ کو ایذاء پہنچانا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی عزت وتکریم کرنے والوں کے لیے اجر عظیم ہے اور بے ادبی کرنے والوں کی دنیا و آخرت میں رسوائی ہے اور ذلت ان کا مقدر ہے۔

پانچواں حق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل کرنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کا اسوہ حسنہ ایک مکمل دستور

العمل ہے اور ضابطہ حیات ہے۔ آپ کی سیرت اور اسوہ کے بعد کسی اور چیز کی حاجت یہی باقی نہیں رہتی اور نہ ہی کسی قانون کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ آپ کی زندگی ہر کسی کے لیے مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے اس لیے تمام لوگوں پر فرض ہے کہ تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں۔ کیونکہ سیرت پر عمل کرنے سے ہی مکمل ہدایت حاصل ہو سکتی ہے۔

۱۔ رسول بھیجنے کا مقصد۔ ۲۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا فرض ہے۔

۳۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہے۔ ۴۔ سیرت پر عمل کرنا حب الٰہی کا ذریعہ ہے۔

۵۔ سیرت پر عمل اختلافات سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ ۶۔ سیرت پر عمل کرنے کا اجر۔

۷۔ نافرمانی کی سزا۔ ۸۔ آج کے دور میں سیرت کی اہمیت

۱۔ **رسول بھیجنے کا مقصد:** قرآن مجید میں رسولوں کو بھیجنے کا مقصد یہی بتایا ہے کہ ان کی اطاعت و پیروی کی جائے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وما ارسلنا من رسول الا یطاع باذن الله"(۱۰۹)

ترجمہ ''اور ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔'' ہر رسول کی رسالت کا مقصود ہی یہی ہے کہ اس کی اطاعت لوگوں پر لازم کر دی جائے اور جو پیغمبر کے فیصلے پر راضی نہ ہو اور اس کے حکم کو نہ مانے اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ فیصلہ رسول کو نہ ماننے کا مطلب ہوگا کہ اس نے رسول کی رسالت کو قبول نہیں کیا۔ (۱۱۰)

۲۔ **سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل فرض ہے:** سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر پیروی کی اور اطاعت رسول کی تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''واطیعوا الله ورسوله ان کنتم مؤمنین'' (۱۱۱) ترجمہ ''اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرو اگر تم مومن ہو۔''

آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی مکمل اطاعت ہو اگر تم مومن ہو۔ یعنی ایمان کا تقاضا ہے اطاعت اور اطاعت نتیجہ ہے تقوی کا اور جب یہ چیزیں لوگوں کو حاصل ہو جائیں تو ان کے آپس کے جھگڑے خود بخود ختم ہو جائیں گے اور دشمنی کی جگہ دلوں میں الفت و محبت پیدا ہو جائے گی۔ (۱۱۲) اگر تم کامل الایمان ہو تو احکام کی اطاعت کرو، نافرمانی سے پرہیز کرو اور آپس کے تعلقات کو بگڑنے نہ دو۔ (۱۱۳)

ایک اور جگہ ارشاد ھے۔ "وما اتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا" (۱۱۴)

ترجمہ ''جو رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ''

یعنی جو کوئی حکم، مال یا کوئی چیز جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائیں اسے لے لینا چاہیے اور اس کے مطابق عمل کے لیے تیار ہو جانا

چاہیےاور جس چیز سے بھی روک دیں اس سے رکنا ضروری ہے۔(۱۱۵) کیونکہ جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہیں وہ بھلائی کا کام ہوتا ہےاور جس سے روکتے ہیں وہ برائی کا کام ہوتا ہے۔(۱۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو رک جاؤ۔(۱۱۷) حضرت ابورافع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:''اے میرے امتیو! میں تم میں سے کسی کو اپنے مزین پلنگ پر بیٹھا ہوا نہ پاؤں کہ اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم پیش کیا جائے جس میں میں کسی چیز کو کرنے کا حکم دوں یا کسی چیز سے منع کروں تو وہ بجائے اس پر عمل کرنے کے یہ کہے کہ اس بات کو میں نہیں جانتا، ہمیں تو جو بات قرآن کریم میں ملے گی ہم اس کی اتباع ہی کریں گے گویا وہ سنت رسول کا انکار کریں گے(۱۱۸) حضرت مقدام کی روایت میں جملہ ہے کہ:''کان کھول کر سن لو، جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے رسول نے حرام کیا وہ اسی طرح حرام ہے جس طرح کسی چیز کو اللہ نے حرام کیا ہے۔''(۱۱۹)

۳۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ھے: رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تمام دنیا کے لیے بہترین نمونہ ھے۔ ھر فرد کی ھدایت کے لیے نمونے کی ضرورت ھوتی ھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی ھمارے سامنے ھے اور آپ کی سیرت ھی سیرت کامل ھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ھے:

''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ''(۱۲۰) ترجمہ''تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں بہترین نمونہ ہے۔''
آپ کے اسوہ پر چلنے کا مفہوم یہ ہے کہ ہم بھی اس طرح کریں جس طرح آپ نے کیا اور اگر ہم کسی فعل کے اعتقاد یا اس کے مفہوم کے سلسلے میں آپ کے خلاف کریں گے تو یہ آپ کے اسوہ پر چلنا نہ ہوگا۔ جو عمل آپ نے استحباب کی بناء پر کیا ہو اور ہم اسے وجوب کی بناء پر کرلیں تو ہم آپ کے اسوہ پر چلنے والے قرار نہ پائیں گے۔(۱۲۱)
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے:''میں ہرگز اس کام کو چھوڑنے والا نہیں ہوں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور میں ہر وہ کام کروں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے کیونکہ مجھے اس بات کا ہر وقت خوف رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ واسلم کی کسی سنت کو نظرانداز کرنے سے راہ راست سے بھٹک جاؤں۔''(۱۲۲)
۴۔ **سیرت پر عمل کرنا حب الٰہی کا ذریعہ ہے:** اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" (۱۲۳)

ترجمہ''کہہ دیں اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو تم میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔''
بیضاوی نے محبت کی تعریف کی ہے کہ جب کوئی شخص کسی میں کوئی کمال جان لیتا ہے تو اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کا تقاضا ہوتا

ہے کہ ایسی چیزوں کو اختیار کرے جو اس کو محبوب کے قریب کردیں اسی میلان اور نفس کے جھکاؤ کا نام محبت ہے۔(۱۲۴) بغوی نے بیان کیا ہے کہ اللہ سے بندہ کی محبت یہ ہے کہ اللہ کے حکم کی تعمیل کرے، اس کی اطاعت اختیار کرے اور اس کی مرضی کا طلبگار رہے اور بندہ سے اللہ کی محبت کا یہ معنی ہے کہ اللہ بندہ کی تعریف کرے اور اس کو ثواب دے اور اس کی مغفرت کردے(۱۲۵) اللہ تعالیٰ کو کیا پسند ہے اور کیا ناپسند؟ یہ محض عقل سے بغیر اللہ کی اطلاع کے معلوم نہیں ہوسکتا اور اللہ کی طرف سے اطلاع پیغمبروں ہی کی معرفت آتی ہے۔ پس محبت خدا، اتباع انبیاء علیھم السلام کا سبب ہے۔ اتباع انبیاء ہی سے دل میں محبت الٰہی کا ہونا اور اتباع رسل نہ کرنے سے محبت کا نہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی محبت خدا کا مدعی ہو اور طریقہ رسول کے خلاف ہو تو وہ جھوٹا ہے۔(۱۲۶)

ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا:''جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اس نے درحقیقت اللہ کی اتباع کی اور س نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی بھی نافرمانی کی۔(۱۲۷)

۵۔ **سیرت پر عمل اختلافات سے بچنے کا ذریعہ ہے:** سیرت پر عمل کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ سیرت اختلافات سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذلک و احسن تاویلا''(۱۲۸)

ترجمہ''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو تم میں سے حاکم ہوں پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ اور اس کے رسول کی طرف، اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہ بہت بہتر ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔''

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اگر تمہارا کسی بھی مسئلے میں اختلاف ہوجائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو۔ اگر امیر کے متعلق اختلاف ہوجائے۔ کوئی اس مسئلہ میں اطاعت امیر کو ناجائز کہتا ہو اور کوئی واجب قرار دیتا ہو تو اس مسئلہ کو اللہ کی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیر دو جب تک رسول زندہ ہیں اور وفات کے بعد ان کی سنت کی جانب رجوع کرو۔(۱۲۹) رہے وہ مسائل جن کی صراحت قرآن میں ہے اور نہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے، تو ان مسائل میں اجماع، قیاس کی طرف رجوع کرو۔ رجوع کے بعد اگر شرعا اس کی اطاعت واجب ہوتی ہو تو اطاعت کرو ورنہ مت کرو۔(۱۳۰) سرکار دوعالم نے ایک دفعہ وعظ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:''تم پر میری سنت کا اتباع اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کا اتباع لازمی ہے۔ اس کو اپنے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور دین میں نئی باتیں پیدا کرنے سے اجتناب کرو، کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور بدعت گمراہی۔''(۱۳۱) خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔''(۱۳۲)

۸۔ **آج کے دور میں سیرت کی اہمیت:** موجودہ دور میں علوم وفنون کی ترقی اور معاشرتی اقدار کی تبدیلی سے ہر انسان متاثر ہوا ہے لوگ دینی اور اخلاقی ضوابط ترک کر چکے ہیں۔ دین و دنیا کی کامیابی کے لیے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ا۔ **اسلام کو سمجھنے اور اس کی حقیقت جاننے کے لیے:** مسلمانوں کے لیے جاننا ضروری ہے کہ اسلام کا آغاز کیسے ہوا؟ کیسے یہ ساری دنیا میں پھیلا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں نے کون کونسی تکلیفیں اسلام کے لیے برداشت کیں انہیں جان کر ہی ہم اسلام کی قدر کر سکتے ہیں۔ مشکل حالات کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ثابت قدمی کو جان کر ہی ہم بھی اسلام پر ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔

۲۔ **اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے لیے:** اللہ سے محبت کرنے کے لیے اللہ کی ذات، صفات اور قدرت کا جاننا ضروری ہے۔ اللہ کی محبت اور قربت حاصل کا ذریعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی ہے جو سیرت کے مطالعہ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت صرف زبانی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ عملی طور پر اسے ثابت کرنا ہی محبت کا ثبوت ہے۔ سیرت پر عمل کرنے سے ہی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل کی جاسکتی ہے۔

۳۔ **قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے:** قران مجید زندگی کو صحیح طریقے سے گزارنے اور بندوں کی رہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کا عملی نمونہ ہیں''۔ بہت سے اعمال ایسے ہیں جنہیں کرنے کا حکم قرآن کریم نے دیا مگر طریقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔ قرآن مجید کو سیرت کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے اس لیے سیرت پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

۴۔ **عقائد کی درستگی کے لیے:** ایمان تب ہی فائدہ دے گا جب عقیدہ درست ہوگا۔ عقیدہ تب ہی درست ہوگا جب وہ قرآن و سنت کے مطابق ہوگا۔ اپنے عقائد کو درست رکھنے کے لیے سنتوں کا جاننا بہت ضروری ہے جس کا علم سیرت کے ذریعے ہوسکتا ہے۔

چھٹا حق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا: مسلمانوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے حقوق ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام بھیجا جائے۔ جو جتنی کثرت سے صلوۃ وسلام بھیجے گا اتنا ہی فضیلت اور رحمت کا مستحق ہوگا۔

ا۔ صلوۃ وسلام کا حکم۔ ۲۔ صلوۃ کا مفہوم نسبت کے لحاظ سے ہے۔ ۳۔ سلام کا مفہوم۔

۴۔ صلوۃ وسلام کا طریقہ۔ ۵۔ صلوۃ وسلام کب واجب ہوتا ہے؟ ٦۔ صلوۃ وسلام رحمت کا ذریعہ ہے۔

۷۔ صلوۃ وسلام قربت رسول کا ذریعہ ہے۔ ۸۔ صلوۃ وسلام شفاعت کا ذریعہ ہے۔ ۹۔ صلوۃ وسلام دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔

۱۰۔ صلوۃ وسلام کی فضیلت۔ ۱۱۔ صلوۃ وسلام نہ بھیجنے والوں کے لیے وعید۔ ۱۲۔ صلوۃ وسلام فرشتے پیش کرتے ہیں۔

۱۳۔ انبیاء علیھم السلام کے علاوہ صلوۃ وسلام کا استعمال ۱۴۔ اذان کے بعد صلوۃ وسلام پڑھنا۔ ۱۵۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت صلوۃ وسلام پڑھنا۔

۱۔ **صلوۃ وسلام کا حکم:** قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام بھیجنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ان اللہ و ملئکته یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلو اعلیه وسلموا تسلیما"

(۱۳۳)

ترجمہ ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔''

آیت کا اصل مقصد مسلمانوں کو یہ حکم دینا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام بھیجا کریں مگر اس کی تعبیر و بیان میں اس طرح فرمایا کہ پہلے حق تعالیٰ نے خود اپنا اور فرشتوں کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عمل صلوۃ کا ذکر فرمایا ہے پھر عام مومنین کو اس کا حکم دیا ہے۔ درود وسلام بھیجنے والے مسلمانوں کی ایک فضیلت یہ ثابت ہوئی کہ اللہ نے اس کام میں انہیں بھی شریک فرمالیا جو کام حق تعالیٰ خود بھی کرتے ہیں اور فرشتے بھی۔ (۱۳۴)

۲۔ **صلوۃ وسلام کا مفہوم نسبت کے لحاظ سے ہے:** صلوۃ عربی زبان چند معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً رحمت، دعا، مدح وثناء وغیرہ۔ جب یہ معنی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد رحمت ہوگا۔ اگر فرشتوں کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد دعا واستغفار ہوگا۔ عام مومنین کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد تعظیم اور مدح وثناء کا مجموعہ ہے۔ (۱۳۵)

۳۔ **سلام کا مفہوم:** لفظ سلام مصدر یعنی بمعنی اسلامۃ ہے، جیسے بمعنی ملامۃ استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد نقائص وعیوب اور آفتوں سے سالم رہنا ہے اور السلام علیک کے معنی یہ ہیں کہ نقائص وآفات سے سلامتی آپ کے ساتھ رہے۔ (۱۳۶)

۴۔ **صلوۃ وسلام کا طریقہ:** کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''(جب سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۶ نازل ہوئی تو) ایک نے شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ (آیت میں ہمیں دو چیزوں کا حکم ہے صلوۃ وسلام) سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے کہ (السلام علیک ایھا النبی) کہتے ہیں صلوۃ کا طریقہ بھی بتلادیں آپ نے فرمایا یہ الفاظ کہا کرو؛

"اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم

انک حمید مجید، اللھم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید"

صحابہ کرام کے سوال کرنے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ ان کو سلام کرنے کا طریقہ سکھایا جا چکا تھا اس لیے لفظ صلوۃ میں انہوں نے اپنی طرف سے الفاظ مقرر کرنا پسند نہیں کیے بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر کے الفاظ صلوۃ متعین کرائے۔

جس عبارت سے بھی صلوۃ وسلام کے الفاظ ادا کیے جائیں اس سے حکم کی تعمیل اور درود شریف کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے۔ مگر جو الفاظ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ زیادہ بابرکت اور زیادہ ثواب کا موجب ہیں۔ (۱۳۷)

۵۔ **صلوۃ وسلام کب واجب ہوتا ہے:** اس پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے کہ جب کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا سنے تو اس پر درود شریف واجب ہوجاتا ہے۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت درود شریف نہ پڑھنے پر وعید آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ذلیل ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: ''بخیل ہوا وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

اگر مجلس میں آپ کا ذکر بار بار آئے تو صرف ایک مرتبہ درود پڑھنے سے واجب ادا ہوجاتا ہے۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ جتنی بار ذکر مبارک خود کرے یا کسی سے سنے ہر مرتبہ درود شریف پڑھے۔

جس طرح زبان سے ذکر مبارک کے وقت زبانی صلوۃ وسلام واجب ہے اس طرح قلم سے لکھنے کے وقت صلوۃ وسلام قلم سے لکھنا بھی واجب ہے۔ جو لوگ حروف کا اختصار کر کے ''صلعم'' لکھ دیتے ہیں یہ کافی نہیں پورا صلوۃ وسلام ہی لکھنا چاہیے۔

ذکر مبارک کے وقت افضل و اعلیٰ اور مستحب تو یہ ہے کہ صلوۃ وسلام دونوں پڑھے جائیں اور لکھے جائیں لیکن اگر کوئی شص ایک پر اکتفا کرے تو جمہور رفقاء کے نزدیک کوئی گناہ نہیں۔ (۱۳۸)

۶۔ **صلوۃ وسلام رحمت کا ذریعہ ہے:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام بھیجنے سے اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ایک بار مجھ پر درود پڑھے گا اللہ اس پر دس بار رحمت فرمائے گا۔'' (۱۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور دس خطائیں ساقط کرے گا اور دس درجے بلند کرے گا۔'' (۱۴۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھے گا۔ اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر رحمتیں نازل فرمائیں گے۔'' (۱۴۱)

۷۔ **صلوۃ وسلام قربت رسول کا ذریعہ:** کثرت سے صلوۃ وسلام بھیجنے والے لوگ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت حاصل کریں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہوگا قیامت کے دن وہ میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ (۱۴۲)

۸۔　**صلوۃ وسلام شفاعت کا ذریعہ ہے:** حضرت رویفع کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے مجھ پر درود پڑھا اور کہا:

اللھم انزلہ المقعد عندک یوم القیامۃ وجبت لہ شفاعتی یعنی اے اللہ قیامت کے دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقام قرب عنایت فرما۔اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگئی۔''(۱۴۳)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جو شخص صبح اور شام دس دس مرتبہ درود پڑھے گا اس کو میری شفاعت مل جائے گی۔(۱۴۴)

۹۔　**صلوۃ وسلام دعا کی قبولیت کا ذریعہ:** جو دعا صلوۃ وسلام کے ساتھ مانگی جائے وہ زیادہ مقبول ہوتی ہے کیونکہ صلوۃ وسلام دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''دعا آسمان وزمین کے درمیان روک لی جاتی ہے جب تک تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھو۔دعا کا کوئی حصہ اوپر چڑھنے نہیں پاتا۔''(۱۴۵)

۱۰۔　**صلوۃ وسلام کی فضیلت:** حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا:''یارسول اللہ صلیا للہ علیہ وسلم میں آپ پر بہت درود پڑھتا ہوں، کتنی بار پڑھا کروں۔''فرمایا:''جتنا چاہو، اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا۔''میں نے عرض کیا (کل ذکر کا) آدھا حصہ (درود بنالوں) فرمایا:''جتنا تم چاہو، گر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا۔''میں نے عرض کیا:''کیا دو تہائی'' فرمایا:''جتنا چاہو اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا۔''میں نے عرض کیا:''اگر میں اپنی ساری دعا آپ کے لیے کردوں؟''فرمایا: ''تو ایسی حالت میں تمہارے سارے فکر دور ہو جائیں گے، کام پورے کر دیئے جائیں گے اور تمہارے گناہ ساقط کر دیئے جائیں گے۔(۱۴۶)

ساتواں حق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام لوگوں کو پہنچانا: ایک مسلمان کے ذمہ صرف یہی نہیں ہے کہ خود تو نیک کام کرے لیکن اپنے اردگرد سے وہ آنکھیں بند کرے۔اور یہ سمجھے کہ بطور مسلمان وہ نماز، روزہ وغیرہ سرانجام دے کر اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہو رہا ہے۔احکامات الٰہیہ اور احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی بسر کرنے کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ وہ دوسروں کو بھی نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔(۱۴۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مختصر وقت کے لیے دنیا میں تشریف لائے اور اپنا فرض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں تشریف لے گئے۔امت مسلمہ قیامت تک رہے گی تو اب اس دین کے عالمگیر ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ امت مسلمہ کے افراد میں سے ہر فرد اپنے آپ کو دین کے لیے تیار کر کے جہاں تک ہو سکے یہ فریضہ تبلیغ سرانجام دے۔(۱۴۸)

۱۔　جاہل اور عالم برابر نہیں۔ ۲۔　بنی اسرائیل کے تنزل کی وجہ۔　۳۔　تبلیغ دین کا حکم۔ ۴۔　مبلغ کا مرتبہ

۵۔　امت مسلمہ کی خوبی۔　۶۔　ایمان کا کمزور ترین درجہ ۷۔　علم چھپانے والوں کی مثال

۸۔　علم پھیلانے کا فائدہ۔　۹۔　علم چھپانے کا پر وعید　۱۰۔　امر بالمعروف نہ

کرنے پر وعید

۱۔ **جاہل اور عالم برابر نہیں:** جو لوگ دین کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے وہ ان کے برابر نہیں ہو سکتے جو دین کا علم رکھتے ہیں جس طرح سے فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے، اس طرح سے جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر اولوالالباب"(۱۴۹)

ترجمہ ''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں''

حدیث میں ہے: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اس لیے ہر کسی کو علم کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے اور دین کو سمجھنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ جاہلوں کو اہل علم سے پوچھنے کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''**فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون**''(۱۵۰) ترجمہ ''اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو۔''

۲۔ **بنی اسرائیل کے تنزل کی وجہ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''بنی اسرائیل میں سب سے پہلا تنزل اس طرح شروع ہوا کہ ایک شخص کسی دوسرے سے ملتا اور کسی ناجائز بات کو کرتے ہوئے دیکھتا تو اس کو منع کرتا۔ دیکھ اللہ سے ڈر، ایسا نہ کر۔ لیکن اس کے نہ ماننے پر بھی وہ اپنے تعلقات کی وجہ سے کھانے پینے میں اور نشست و برخاست میں اسے سے ویسا ہی برتاؤ کرتا جیسا کہ اس سے پہلے تھا۔ جب عام طور پر ایسا ہونے لگا تو اللہ نے بعضوں کے قلوب کو بعضوں کے ساتھ خلط کر دیا (یعنی نافرمانوں کے قلوب جیسے تھے ان کی نحوست سے فرمانبرداروں کے قلوب بھی ویسے ہی کر دیئے) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید سے یہ حکم فرمایا: ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور اس کو حق بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو۔''(۱۵۱)

۳۔ **تبلیغ دین کا حکم:** ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ خود دین کے ارکان و عقائد کا علم حاصل کرے اور اسے دوسروں کو سکھائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''**فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون**''(۱۵۲) ترجمہ ''پس کیوں نہ نکلی ہر فرقہ میں سے ایک جماعت، تاکہ دین کی سمجھ پیدا کریں اور ڈرائیں اپنی قوم کو جب وہ لوٹ کر آئیں ان کی طرف، تاکہ وہ بچتے رہیں۔'' اس آیت میں خصوصیت سے علم کے فرض ہونے کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ جہاد جیسے اہم فرض میں ھی اس فرض کو نہیں چھوڑنا چاہیے جس کی صورت یہ ہے کہ ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جہاد کے لی نکلے اور باقی لوگ علم دین حاصل کریں، پھر یہ علم دین حاصل کر کے جہاد میں جانے والے مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کو دین کا علم

سکھائیں۔(۱۵۳) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی پھر فرمایا: ایسا کیوں ہے؟ کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور انہیں دین نہیں سکھاتے اور انہیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرتناک نتائج نہیں بتائے اور انہیں برے کاموں سے نہیں روکتے۔ اور ایسا کیوں ہے؟ کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے۔ خدا کی قسم لوگ لازماً اپنے پڑوسیوں کو دین کا علم سکھائیں اور ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں، انہیں نصیحت کریں، ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں۔ نیز لوگوں کو چاہیے کہ لازماً پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان کی نصیحتوں کو مانیں۔''(۱۵۴) حضرت امام مالک اپنے شاگردوں کو کہا کرتے تے:

اتقوا الله وانشروا هذا العلم وعلموه ولا تكتموه''(۱۵۵)''اللہ سے ڈرو اور اس علم کو پھیلاؤ، اسے سکھاؤ اور اسے نہ چھپاؤ''

اللہ کے نزدیک کامیاب وہی لوگ ہیں جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ خود بھی نیک کام کرتے ہیں اور برے اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:''**ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون**''(۱۵۶) ترجمہ''تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے۔ یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔''

ایک ایسی جماعت کا وجود ضروری ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دے۔ اس کے وجوب کی تفصیل یہ ہے کہ امور واجبہ میں معروف کا امر اور منکر سے نہی کرنا واجب ہے اور امور مستحبہ میں مستحب ہے۔ مستحبات میں نرمی سے سمجھائے اور واجبات میں اولا نرمی اختیار کرے اور نہ ماننے پر سختی کی بھی گنجائش ہے۔ آج کل لوگ مستحبات میں تو سختی سے روک ٹوک کرتے ہیں۔ لیکن امور واجبہ کے ترک پر کوئی ملامت نہیں کرتے۔(۱۵۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ اس وقت عائد ہوگا جب وہ اپنے سامنے کسی منکر کو ہوتے ہوئے دیکھے۔ اگر اس کے سامنے کچھ نہیں ہوتو یہ فریضہ اس کے ذمہ نہیں بلکہ اب یہ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ جرم کی تحقیق کر کے مجرم کو سزا دے۔(۱۵۸) خلفاء وأمراء لوگوں سے علم پھیلانے کے عہد لیتے اور خطبوں میں زور دیتے اور اعمال کی طرف تحریر بھیجتے تھے۔ خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ علم پھیلانے کا عہد لیتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:''لم يوخذ على الجاهل عهد بطلب العلم حتى اخذ على العلماء ببذل العلم للجهال''(۱۵۹)''جاہل سے علم حاصل کرنے کا عہد نہ لیا جائے، جب تک عالم سے یہ عہد نہ لیا جائے کہ علم کو پوری کوشش سے جاہلوں تک پہنچائے۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جعفر بن برقان کو لکھا۔

’’ضمر اهل الفقه والعلم من عندك فلينشروا ماعلمهم الله فی مجالسهم ومساجدهم‘‘(۱۶۰)

’’جو عالم اور فقیہہ آپ کے پاس ہیں، انہیں حکم دو کہ وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھایا ہے اسے لوگوں کی مجلسوں اور مسجدوں میں پھیلائیں۔‘‘

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو یہاں موجود ہیں وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ بسا اوقات جس کو بعد میں یہ پیغام پہنچایا جائے گا وہ آج سننے والوں سے زیادہ عقلمند ہوگا۔‘‘(۱۶۱)

۴۔ مبلغ کا مرتبہ

تبلیغ دین کا کام وہی حضرات کر سکتے ہیں جو معروف ومنکر کا علم رکھنے اور قرآن وسنت سے باخبر ہونے کے ساتھ موقع شناس ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کر دے، یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کا باعث ہو، یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کی جگہ نرمی برتنے لگے۔ (۱۶۲)

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ’’میں تبلیغ دین کا کام کرنا چاہتا ہوں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام کرنا چاہتا ہوں۔‘‘ انہوں نے کہا ’’کیا تم اس مرتبہ پر پہنچ گئے ہو؟‘‘ اس نے کہا: ’’ہاں توقع تو ہے۔‘‘

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ’’اگر تمہیں یہ اندیشہ نہ ہو کہ قرآن کی تین آیتیں تمہیں رسوا کر دیں گی تو ضرور تبلیغ دین کا کام کرو۔‘‘ اس نے کہا: ’’وہ کون سی تین آیتیں ہیں۔‘‘ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’پہلی آیت یہ ہے۔‘‘

اتا مرون الناس بالبر وتنسون انفسکم‘‘ (۱۶۳) ترجمہ ’’تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہیں۔‘‘

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ’’کیا اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا: ’’نہیں‘‘ دوسری آیت یہ ہے:۔

’’لم تقولون مالا تفعلون‘‘ (۱۶۴) ترجمہ ’’تم کیوں کہتے ہو وہ بات، جس کو کرتے نہیں‘‘

آپ نے کہا: ’’اس پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے۔‘‘ اس نے کہا: ’’نہیں‘‘

تیسری آیت یہ ہے:۔ ’’ماارید ان اخالفکم الی ما انهکم عنه‘‘ (۱۶۵)

ترجمہ ’’تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہیں۔‘‘

شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: ’’جن بری باتوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں میری یہ نیت نہیں ہے کہ ان کو بڑھ کر خود کرنے لگوں، بلکہ میں تو ان سے بہت دور رہوں گا۔‘‘ (تم میرے قول وعمل میں تضاد نہ دیکھو گے) ابن عباس نے پوچھا: ’’کہ اس آیت پر عمل کر لیا ہے؟‘‘ اس نے کہا: ’’نہیں‘‘ تو فرمایا: ’’جاؤ پہلے اپنے کو نیکی کا حکم دو اور خود کو برائی سے روکو۔ یہ مبلغ کی پہلی منزل

ہے۔''(۱۶۶)

حضرت اسامہ بن زید کی رویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیات کے دن ایک آدمی کو لا کر دوزخ میں ڈالا جائے گا اور وہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا ہوا دوزخ میں اس طرح چکر کاٹے اجیسے گدھا چکی کو لے کر گھومتا ہے۔ دوزخی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے۔ اے شخص یہ تیرا حال کیا ہے؟ کیا تو ہمیں اچھے کام کرنے کا اور برے کاموں سے رکنے کا حکم نہیں دیتا تھا وہ جواب دے گا۔ میں تم کو نیکی کرنے کا حکم دیتا تھا مگر خود نہیں کرتا تھا اور تم کو برے کاموں سے روکتا تھا مگر خود کرتا تھا۔(۱۶۷)

۵۔ امت مسلمہ کی خوبی: قرآن مجید میں امت مسلمہ کو خیر الامم قرار دیا ہے اور اس بات کی بڑی فضیلت یہی قرار دی کہ وہ نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''**کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله**'' (۱۶۸)

ترجمہ ''تم بہترن امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں انبیاء علیہم السلام کے لیے داخلہ حرام کر دیا گا ہے اور جب تک میری امت داخل نہ ہو جائے دوسری تمام امتوں کے لیے جنت میں داخلہ کر دیا گیا ہے۔''(۱۶۹)

۶۔ ایمان کا کمزور ترین درجہ:

جو لوگ برائی کو دیکھ کر روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، لوگوں سے خوفزدہ ہوں، حق بات کہنے سے ڈرتے ہوں مگر دل سے برائیوں کو ہوتا دیکھ کر برا جائیں وہ ایمان کے کمزور ترین درجے کے لوگ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تم میں سے جو شخص کوئی گناہ ہوتا ہوا دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اور قوت سے روک دے، اور اگر یہ نہ کر سکے تو زبان سے روک دے، اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو کم از کم دل میں اس فعل کو برا سمجھے، یہ ادنی درجہ کا ایمان ہے۔''(۱۷۰)

۷۔ علم چھپانے والوں کی مثال

جو لوگ علم دین جانتے تو ہوں مگر اس کے باوجود اسے چھپاتے ہیں دوسروں کو دعوت نہیں دیتے تو انہیں اس علم کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ علم ایسا خزانہ ہے جو خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اگر اسے چھپایا جائے تو اسے زنگ لگ جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**مثل الذى يتعلم العلم ولا يحدث به كمثل الذى يكنز الكنز ولا ينفق**'' (۱۷۱)

ترجمہ ''اس آدمی کی مثال جو علم حاصل کرتا ہے اور اسے بیان نہیں کرتا اس شخص کی طرح ہے خزانہ اکٹھا کرتا ہے اور اسے خرچ نہیں کرتا۔''

۸۔ علم پھیلانے کا فائدہ: دنیا میں جو شخص بھی نیکی کا کام کرے گا یا دوسروں کو اس کی دعوت دے گا تو سب سے پہلے اس کا فائدہ بھی اسی کو ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''**من عمل صالحا فلنفسه**'' (۱۷۲)

ترجمہ ''جس نے بھی نیک کام کیا وہ اس کے اپنے لیے ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین عمل ایسے ہیں جن کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

۱۔ صدقہ جاریہ، جیسے مسجد یا دینی تعلیم کی کوئی عمارت یا رفاہ عامہ کے ادارے وغیرہ۔

۲۔ وہ علم جس سے اس کے بعد بھی لوگ نفع اٹھاتے رہیں۔ مثلاً شاگرد عالم ہوگئے ان سے آگے لوگوں کو علم دین سکھانے کا سلسلہ چلتا رہا، یا کوئی کتاب تصنیف کی جس سے اس کے بعد بھی لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں۔

۳۔ وہ اولاد صالح جو اس کے لیے دعا اور ایصال ثواب کرتی رہے۔ (۱۷۳)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''جو شخص میری امت کو ایک حدیث بھی پہنچا دے، جس سے سنت قائم ہو اور بدعت ختم ہو اس کے لیے جنت ہے۔'' (۱۷۴)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''جو شخص دو حدیثیں سیکھ لے جس سے وہ خود نفع اٹھائے یا دوسرے تو یہ اس لیے ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔'' (۱۷۵)

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے میری بات کو سنا اور دوسروں تک پہنچایا۔ بعض اوقات وہ آدمی جو فقہ کے کسی مسئلے کا جاننے والا ہے وہ خود فقیہ نہیں ہوتا اور بعض اوقات حاصل فقہ کسی ایسے شخص کو بات پہنچاتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے۔'' (۱۷۶) حضرت حسن بصری فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**ما تصدق رجل بصدقة افضل من علم ينشره**'' (۱۷۷) ''آدمی کا علم پھیلانے سے بہتر کوئی صدقہ نہیں''

حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ نہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''**لان يهدى الله بک رجلاً واحداً خير لک من حمر النعم**'' (۱۷۸)

''اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے ایک آدمی کو ہدایت دے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔''

۹۔ علم چھپانے پر وعید: جو لوگ لم دین کی تبلیغ نہیں کرتے اور لوگوں سے علم چھپاتے ہیں۔ انہیں برائیوں سے نہیں روکتے ان کے لیے سخت وعید آئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے علم کے بارے

میں پوچھا جائے اور وہ جانتا ہو، پھر بھی اسے چھپائے اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنچائی جائے گی۔''(۱۷۹)

۱۰۔ امر بالمعروف نہ کرنے پر وعید: جولوگ دوسروں کو نیکی کا حکم دیں تو ان کیک نیک عمل کرنے کا ثواب تبلیغ کرنے والوں کو بھی ملتا ہے اوران کے اعمال دگنے ہوجاتے ہیں۔اس کے برعکس امر بالمعروف نہ کرنے والوں کے اعمال کی قدر بھی کم ہوجاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: اگر کسی جماعت اور قوم میں کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔اور وہ جماعت وقوم باوجود قدرت کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط ہوجاتا ہے۔''(۱۸۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! امر بالمعروف اور نہی ان المنکر کرتے رہو۔مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو تم سوال کرو اور پورا نہ کیا جائے، تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدچا ہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔''(۱۸۱) مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا، آپ کی اطاعت کرنا، آپ سے محبت کرنا، آپ کی عزت وتوقیر کرنا، آپ کی سیرت پر عمل کرنا، آپ پر صلوۃ وسلام بھیجنا اور آپ کے احکام لوگوں تک پہنچانا۔ ہر اس شخص کا فرض ہے جو اپنے آپ کو مومن کہتا ہے۔

ایک مومن بخوبی ان حقوق کو جانتا ہے مگر انہیں پورا نہیں کرتا۔ہم میں سے ہر شخص کو خود سے یہ وعدہ کرنا چاہیے کہ جو کچھ بھی ہم جانتے ہیں اسے حتی المقدور اختیار کرنے کی کوششیں کریں گے۔اگر ہم صحیح معنوں یہ اقرار کرلیں تو خدا کی جنت کے دروازے ہمارے لیے کھول دیئے جائیں گے ہمارے دل بھی مطمئن ہوجائیں گے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں صحیح معنوں میں احضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

حوالہ جات

۱۔ فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فی اقوال شفیع المذنّبین حضرت مولانا فضل الرحمٰن ہزاروی۔ص:۲۶
تحریک اصلاح امت۔سیف الرحمٰن بٹ سابق صدر A-S-F پاکستان، رحمٰن منزل۔سٹریٹ نمبر۱۹ امیر پارک گوجرنوالہ۔(س طن)

۲۔ سابق مرجع۔ص:۲۸

۳۔ ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، پیر محمد کرم شاہ الازھری۔۵/ ۹۴۸ ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔گنج بخش روڈ لاہور۔ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ۔

۴۔ سورۃ ال عمران آیت:۱۷۹۔ ۵۔ تدبر قران، امین احسن اصلاحی ۔۲/ ۲۱۸ فاران فاؤنڈیشن لاہور۔طبع دہم۔جولائی ۲۰۰۵ء۔

۶۔ سورۃ النساء آیت:۱۳۶

۷۔ تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابن کثیر۔۱/ ۱۱۵۔نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی۔(س طن)

۸۔ سنن ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی ۔۲/ ۹۸ نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی (س طن)

۹۔ سورۃ الحدید آیت:۷۔

۱۰۔ تفسیر ابن کثیر۔۵/۲۶۳۔ ۱۱۔ سورۃ الحدید آیت:۲۸۔ ۱۲۔ تفسیر ابن کثیر، ۵/ ۲۷۸۔ ۱۳۔ سابق مرجع۔ ۱۴۔سورۃ الصّف آیت:۱۱۔

۱۵۔ معارف القران، مفتی محمد شفیع صاحب۔۸/ ۴۲۸ ادارہ المعارف کراچی۔ربیع الاول ۱۴۲۷ھ۔اپریل ۲۰۰۶ء۔

۱۶۔ سورۃ التغابن آیت:۸۔ ۱۷۔معارف القرآن، ۶/ ۴۶۵۔ ۱۸۔ سورۃ المائدہ آیت:۱۹۳۔ معارف القرآن، ۷/ ۱۶۱۔

۲۰۔ سابق مرجع، ۷/ ۹۰۔ ۲۱۔ سورۃ السباء آیت:۲۸۔ ۲۲۔ معارف القرآن، ۷/ ۲۹۴۔ ۲۹۳۔ ۲۳۔سورۃ الاعراف آیت:۱۵۸

۲۴۔ سورۃ الاحزاب آیت:۴۰۔ ۲۵۔ معارف القرآن، ۷/ ۱۶۷۔

۲۶۔ تفسیر مظہری، محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی۔۹/ ۲۶۷۔خزینہ علم وادب، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔(بدون تاریخ)

۲۷۔ معارف القرآن، ۷/ ۱۶۳۔ ۲۸۔ سابق مرجع۔۷/ ۱۶۹۔ ۱۶۸۔ ۲۹۔تفسیر مظہری، ۹/ ۲۷۶۔ ۳۰۔ معارف القران،
۷/ ۱۶۵۔ ۱۶۴

۳۱۔ سورۃ البقرۃ آیت:۱۷۷۔ ۳۲۔تفسیر ابن کثیر، ۱/ ۲۵۔ ۳۳۔سورۃ الحجرات آیت:۱۵۔ ۳۴۔ معارف القران، ۸/ ۱۲۸۔

۳۵۔ تفسیر ابن کثیر، ۵/ ۱۶۲۔ ۳۶۔ سورۃ الاعراف آیت:۱۵۸۔ ۳۷۔معارف القرآن، ۴/ ۹۳۔ ۳۸۔سورۃ البقرۃ آیت:۱۳۷۔

۳۹۔ معارف القرآن، ۱/ ۳۵۵۔ ۴۰۔ سورۃ المائدہ آیت:۵۵۔ ۴۱۔معارف القرآن، ۳/ ۱۷۸۔ ۴۲۔سورۃ الانفال آیت:۱۔

۴۳۔ سورۃ آل عمران آیت:۳۲۔ ۴۴۔تفسیر مظہری، ۲/ ۱۵۴۔ ۴۵۔سورۃ ال عمران آیت:۱۳۲۔ ۴۶۔معارف القرآن، ۲/ ۱۷۸۔ ۱۷۷

۴۷۔ سابق مرجع، ۲/ ۱۸۲۔ ۴۸۔ سورۃ النسا آیت:۵۹۔ ۴۹۔معارف القرآن، ۲/ ۴۵۰۔ ۵۰۔سورۃ المائدہ آیت:۹۲۔

۵۱۔ سورۃ التغابن آیت:۱۲۔ ۲۵۔ معارف القرآن، ۳/ ۲۳۰۔ ۵۳۔سورۃ النساء آیت:۸۰۔ ۵۴۔سورۃ آل عمران آیت:۳۱۔

۵۵۔سورۃ التوبہ آیت:۱۷۔ ۵۶۔سورۃ النور آیت:۵۴۔ ۵۷۔تفسیر مظہری، ۸/ ۲۶۷۔ ۵۸۔ سورۃ النساء آیت:۱۳۔

۵۹۔ سورۃ آل عمران آیت:۲۱۔ ۶۰۔ سورۃ التوبہ آیت:۱۲۸۔ ۶۱۔ معارف القرآن، ۴/ ۴۹۶۔ ۴۹۵۔

۶۲۔ سورۃ التوبہ آیت:۲۴۔ ۶۳۔ معارف القران، ۴/ ۳۴۰۔ ۶۴۔ سابق مرجع، ۴/ ۲۴۱

۶۵۔ ضیاء النبی، ۵/ ۹۵۸۔ ۶۶۔ سابق مرجع۔ ۶۷۔ سورۃ النساء آیت:۶۵۔

۶۸۔ معارف القرآن، ۲/ ۴۶۰۔ ۶۹۔ تفسیر مظہر، ۳/ ۹۵۔ ۷۰۔ معارف القرآن، ۲/ ۴۶۱۔

۷۱۔ سورۃ النساء آیت:۱۰۰۔ ۷۲۔ معارف القرآن، ۲/ ۵۲۸۔ ۷۳۔ سابق مرجع، ۲/ ۵۳۰۔

۷۴۔ ضیاء النبی، ۵/ ۹۶۰۔ ۷۵۔ سابق مرجع، ۵/ ۹۶۱۔ ۷۶۔ سورۃ المائدۃ آیت:

۵۶۔

۷۷۔ معارف القرآن،۳/۱۷۹۔ ۷۸۔ سورۃ الاحزاب آیت:۶۔ ۷۹۔ معارف القرآن،۷/۸۷۔

۸۰۔ سابق مرجع،۷/۸۸۔ ۸۱۔ سورۃ المنفقون آیت:۸۔ ۸۲۔ معارف القرآن،۸/۴۵۷

۸۳۔ سورۃ الحجرات آیت:۱۔ ۸۴۔ تفسیر ابن کثیر،۵/۱۴۷۔ ۸۵۔ معارف القرآن،۸/۱۰۰

۸۶۔ تفسیر مظہری،۱۱/۱۴۔ ۸۷۔ سابق مرجع۔ ۸۸۔ سورۃ الحجرات آیت:۲

۸۹۔ معارف القرآن،۸/۱۰۰۔ ۹۰۔ سابق مرجع،۸/۱۰۱۔ ۹۱۔ تفسیر ابن کثیر،۵/۱۴۹۔

۹۲۔ سورۃ النور آیت:۶۳۔

۹۳۔ احکام القرآن،امام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنف۔۶/۲۲۰۔شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔۱۹۹۹

۹۴۔ سابق مرجع۔ ۹۵ معارف القرآن،۶/۴۵۵۔ ۹۶۔ سورۃ الحجرات آیت:۴۔۵۔

۹۷۔ تفسیر ابن کثیر،۵/۱۵۰۔ ۹۸۔ ضیاء النبی،۵/۹۹۱۔ ۹۹۔ سابق مرجع،۵/۹۹۳۔

۱۰۰۔ سورۃ الاحزاب آیت:۵۳۔ ۱۰۱۔ معارف القرآن،۷/۲۰۲۔ ۱۰۲۔ سابق مرجع،۷/۲۰۳

۱۰۳۔ سورۃ التوبہ آیت:۶۱

۱۰۴۔ الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوری،عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی،۲/۴۷۲۔حامد اینڈ اکیڈمی،مدینہ منزل،۱۳۸اردو بازار لاہور۔دسمبر۱۹۸۹ء۔

۱۰۵۔ سابق مرجع،۲/۴۷۷۔ ۱۰۶۔ سورۃ الاحزاب آیت:۵۷۔ ۱۰۷۔ معارف القرآن،
۷/۲۲۸۔

۱۰۸۔ سابق مرجع،۷/۲۲۹۔ ۱۰۹۔ سورۃ النساء آیت:۶۴۔ ۱۱۰۔ تفسیر مظہری،۳/۹۸۔

۱۱۱۔ سورۃ الانفال آیت:۱۔ ۱۱۲۔ معارف القرآن،۴/۱۷۷۔ ۱۱۳۔ تفسیر مظہری،۵/۱۲۔

۱۱۴۔ سورۃ الحشر آیت:۷۔ ۱۱۵۔ معارف القرآن،۸/۳۷۰۔ ۱۱۶۔ تفسیر ابن کثیر،
۵/۳۰۱۔

۱۱۷۔ سابق مرجع۔ ۱۱۸۔ ضیاء النبی۵/۹۵۲۔ ۱۱۹۔ سابق مرجع۔

۱۲۰۔ سورۃ الاحزاب آیت:۲۱۔ ۱۲۱۔ احکام القران،۶/۲۸۴۔ ۱۲۲۔ ضیاء النبی،۵/۹۵۷۔

۱۲۳۔ سورۃ ال عمران آیت:۳۱۔ ۱۲۴۔ تفسیر مظہری،۲/۱۵۲۔ ۱۲۵۔ سابق مرجع۔

۱۲۶۔ سابق مرجع،۲/۱۵۳ ۱۲۷۔ معارف القران،۲/۵۵۔ ۱۲۸۔ سورۃ النساء آیت:
۵۹۔

۱۲۹۔ تفسیر مظہری،۳/۹۴۔ ۱۳۰۔ سابق مرجع۔ ۱۳۱۔ ضیاء النبی،۵/۵۲۔

۱۳۲۔ سابق مرجع،۴/۷۵۵۔ ۱۳۳۔ سورۃ الاحزاب آیت:۵۶۔ ۱۳۴۔ معارف القرآن،۷/۲۲۱۔

۱۳۵۔ سابق مرجع،۷/۲۲۲۔ ۱۳۶۔ سابق مرجع۔ ۱۳۷۔ سابق مرجع،۷/۲۲۳۔

۱۳۸۔ سابق مرجع،۷/۲۲۵۔۲۲۴۔ ۱۳۹۔ تفسیر مظہری،۹/۲۹۲۔ ۱۴۰۔ سابق مرجع،۹/۲۹۳۔

۱۴۱۔ سابق مرجع،۹/۲۹۲۔ ۱۴۲۔ سابق مرجع۔ ۱۴۳۔ سابق مرجع،۹/۲۹۴۔

۱۴۴۔ سابق مرجع،۹/۲۹۳۔ ۱۴۵۔ سابق مرجع،۹/۲۹۱۔ ۱۴۶۔ سابق مرجع،۹/۲۹۳۔

۱۴۷۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، ڈاکٹر حافظ افتخار احمد۔ نعمان پبلیکیشن ہاؤس، قرآن اکیڈمی، مکان نمبر ۹۔ گلی نمبر ۲ حسن کالونی بنگلہ روڈ، منڈی یزمان ضلع بہاولپور۔ یکم جنوری ۲۰۰۴ء۔ ص: ۳۰

۱۴۸۔ سابق مرجع، ص: ۳۲۔ ۱۴۹۔ سورۃ الزمر آیت: ۹۔ ۱۵۰۔ سورۃ النحل آیت: ۴۳۔

۱۵۱۔ تبلیغی نصاب (فضائل تبلیغ) محمد زکریا صاحب۔ ص: ۱۱۔ ۱۰ ملک برادرز ناشر و تاجران کتب کارخانہ بازار لائلپور پاکستان (بدون تاریخ)

۱۵۲۔ سورۃ التوبہ آیت: ۱۲۲۔ ۱۵۳۔ سمعارف القرآن، ۴/ ۴۸۸

۱۵۴۔ اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب۔ ص: ۱۶۵۔ ادارہ المعارف کراچی۔ ربیع الثانی ۱۴۶۱ھ۔ جولائی ۲۰۰۰ء

۱۵۵۔ علوم الحدیث فنی فکری اور تاریخی مطالعہ، ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر۔ ص: ۱۶۲۔ قدوسیہ اسلامک پریس لاہور۔ ۲۰۰۷ء

۱۵۶۔ سورۃ ال عمران آیت: ۱۰۴۔ ۱۵۷۔ معارف القرآن، ۲/ ۱۳۸۔ ۱۵۸۔ سابق مرجع، ۲/ ۱۳۰۔

۱۵۹۔ علوم الحدیث بحوالہ جامع بیان العلم وفضلہ، ابن عبدالبر یوسف بن عبداللہ۔ ۱/ ۱۴۸۔ دار الفکر بیروت۔ (بدون تاریخ)

۱۶۰۔ سابق مرجع۔ ۱۶۱۔ ضیاء النبی، ۴/ ۷۰۔ ۱۶۲۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، ص: ۳۴۔

۱۶۳۔ سورۃ البقرۃ آیت: ۴۴۔ ۱۶۴۔ سورۃ الصّف آیت: ۲۔ ۱۶۵۔ سورۃ الھود آیت: ۸۸۔

۱۶۶۔ اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ تفسیر مظہری، ۲/ ۲۳۱۔ ۱۶۸۔ سورۃ آل عمران آیت: ۱۱۰۔

۱۶۹۔ تفسیر مظہری، ۲/ ۲۳۴۔ ۱۷۰۔ معارف القرآن، ۲/ ۲۳۴۔ ۱۷۱۔ معارف القرآن، ۲/ ۱۳۷

۱۷۲۔ علوم الحدیث بحوالہ جامع بیان العلم وفضلہ ۱/ ۱۴۸۔ ۱۷۳۔ سورۃ حم السجدۃ آیت: ۴۶

۱۷۴۔ مقام رسالت، محمد ادریس فاروقی۔ ص: ۳۳۔ مسلم پبلی کیشنز۔ قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور اشاعت دوئم۔ ۱۹۸۸ء

۱۷۵۔ سابق مرجع۔ ۱۷۶۔ ضیاء النبی، ۴/ ۵۶۷۔ ۱۷۷۔ علوم الحدیث بحوالہ جامع بیان العلم وفضلہ، ۱/ ۱۵۰۔

۱۷۸۔ سابق مرجع۔ ۱۷۹۔ ترمذی شریف، ۲/ ۱۰۳

۱۸۰۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق بحوالہ سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید۔ ۲/ ۳۸۲۔ حدیث نمبر: ۴۰۵۸۔ شرکۃ الطابعۃ العربیۃ السعودیہ مدینہا، ۱۴۰۴ھ۔ ۱۹۷۴ء۔ ۱۸۱۔ تبلیغی نصاب (فضائل تبلیغ) ص: ۱۴۔

مصادر و مراجع

۔ القرآن الکریم

۱۔ احکام القرآن، امام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی۔ شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ ۱۹۹۹ء۔

۲۔ الخصائص الکبری فی معجزات خیر الوری، عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی۔ حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل ۳۸ اردو بازار لاہور۔ دسمبر ۱۹۸۹ء۔

۳۔ اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب۔ ادارہ المعارف کراچی، ربیع الثانی ۱۴۶۱ھ۔ جولائی ۲۰۰۰ء

۴۔ تبلیغی نصاب (فضائل تبلیغ) محمد زکریا صاحب ملک برادرز ناشر و تاجران کتب خانہ بازار لائلپور پاکستان (س ط ن)۔

۵۔ تدبر قرآن، امین احسن اصلاحی۔ فاران فاؤنڈیشن لاہور۔ طبع دہم، جولائی ۲۰۰۵ء جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ۔

۶۔ ترمذی شریف، ابوعیسی محمد بن عیسی۔ نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی۔ (س ط ن)۔

۷۔ تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابن کثیر۔ مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ ۲۰۰۶ء۔

۸۔ تفسیر مظہری، محمد ثناء اللہ عثمانی مجددوی پانی پتی۔خزینہ علم وادب، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔(س ط ن)۔
۹۔ تیسیر الباری ترجمہ وشرح صحیح بخاری، علامہ وحیدالزمان۔امجد اکیڈمی لاہور۔۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۷ء۔
۱۰۔ صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری۔دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض۔الطبعۃ الثانیۃ ذوالحجۃ ۱۴۱۹۔مارس ۱۹۹۹ء۔
۱۱۔ صحیح مسلم شریف مع مختصر شرح نووی مترجم۔علامہ وحیدالزمان۔خالد احسان پبلیشرز لاہور نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور۔اپریل ۱۹۸۱ء۔
۱۲۔ ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، پیر محمد کرم شاہ الازہری ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔گنج بخش روڈ لاہور۔ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ۔
۱۳۔ علوم الحدیث فنی فکری اور تاریخی مطالعہ، ڈاکٹر عبدالروٴف ظفر۔قدوسیہ اسلامک پریس لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۱۴۔ فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فی اقوال شفیع المذنبین، مولانا فضل الرحمٰن ہزاروی۔تحریک اصلاح امت۔چیئرمین حافظ سیف الرحمٰن بٹ۔سابق صدر A-S-F پاکستان۔رحمٰن منزل سٹریٹ نمبر۔امیر پارک گوجرانوالہ۔س ط ن۔
۱۵۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، ڈاکٹر حافظ افتخار احمد، نعمان پبلیکیشن ہاؤس، قرآن اکیڈمی مکان نمبر ۹، گلی نمبر ۲، حسن کالونی بنگلہ روڈ منڈی یزمان ضلع بہاولپور۔یکم جنوری ۲۰۰۴ء۔
۱۶۔ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع صاحب۔ادارہ المعارف کراچی۔ربیع الاول ۱۴۲۷ھ۔اپریل ۲۰۰۶ء۔
۱۷۔ مقام رسالت، محمد ادریس فاروقی۔مسلم پبلی کیشنز قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور۔اشاعت دوئم۔۱۹۸۸ء۔